جو قصدِ منزلِ حق ہے تو پھر کتابِ مبیں کو
ہجومِ تیرہ شبی میں چراغِ راہ بناؤ
یہی ہے درسِ اخوت، یہی پیامِ بقا ہے
کہ آدمی کے ستم سے تم آدمی کو چھڑاؤ

——— سید ابوذر بخاریؒ

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

ذیعقدہ ۱۴۳۱ھ — اکتوبر ۲۰۱۰ء

۱۰

ریاستی اداروں میں تصادم
انجام کیا ہوگا؟

فیصل آباد اور کراچی میں
قادیانیوں کی تازہ ترین دہشت گردی

قادیانی اسرائیلی گٹھ جوڑ سے
الجزائر میں ارتدادی سرگرمیاں

گوشۂ خاص

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ
آغا شورش کاشمیریؒ
مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہ

''اور اُن میں سے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہوسکتا۔ بے شک اللہ تمہارے (سب) اعمال سے واقف ہے۔''
(یونس:۳۶)

فرمانِ نبوی ﷺ

''حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جن لوگوں کے اندر خباثت پھیل جائے گی، ان کے دلوں میں اللہ دوسروں کا ڈر بٹھا دے گا۔ جس قوم میں زنا عام ہوجائے گا، اس کے لوگ زیادہ مرنے لگیں گے۔ جو لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے، ان کے رزق میں کمی ہوجائے گی اور جو ناحق فیصلے کریں گے اُن میں قتل کی وارداتیں زیادہ ہوجائیں گی۔ جو لوگ قول وقرار کا پاس نہ کریں گے، اللہ ان کے اوپر ان کے دشمن کو مسلط کردے گا۔'' (مشکوٰۃ شریف)

الآثار

قلم قتلے

☆ قدرت ابتلاء میں محصوران قوموں کو کبھی کبھارا پنے نیک بندوں سے بھی نوازتی ہے لیکن جب قوم کی پستیاں بے پناہ ہوتی چلی جاتی ہیں تو پھر ان کی رہنمائی سے انھیں محروم کردیتی ہے۔

☆ وہ قوم کبھی اللہ کے ہاں سرخرو نہیں ہوسکتی جو اپنے حکمران سے اتنی خوف زدہ ہو کہ اللہ کا خوف اس کے دل میں مطلق نہ رہے یا پھر اللہ کا خوف حکمران کے خوف سے کم تر ہو۔

☆ سیاست دان مجموعۂ تضادات ہوتے ہیں۔ مدبر مجموعۂ خیالات، شاعر مجموعۂ جذبات لیکن پیغمبر کی ذات ہی ایک ایسی ذات ہے جو مجموعۂ ہدایات ہوتی ہے اور لوگ اُس کی اتباع سے ہدایات پاتے ہیں۔

☆ پاکی ٔداماں کی حکایت بڑھانے سے پہلے اپنے بندِ قبا پر ایک نظر ڈال لیں شاید بخیے ادھڑنے کے بعد ان میں رفو نہ ہوسکے۔

☆ تعزیر کی شکن وہ کام نہیں کرتی جو تلطف کی ایک مختصر نگاہ کرجاتی ہے۔

☆ سوہانِ روح وہ لمحہ ہوتا ہے جب ایک عبقری کو نااہل کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔

(''مضامینِ شورش'' مرتبہ: پروفیسر محمد اقبال جاوید، ص۳۹۲، ۳۹۳)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جلد 21 شمارہ 10 ذیقعدہ 1431ھ — اکتوبر 2010ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر —
مولانا حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی —
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول —
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر —
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین —
الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر —
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ——— -/200 روپے
بیرونِ ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

تشکیل

دل کی بات:	ریاستی اداروں میں تصادم: انجام کیا ہوگا؟	مدیر	2
شذرات:	فیصل آباد اور کراچی میں قادیانیوں کی تازہ ترین دہشت گردی / ایک اور جھوٹا مدعی نبوت	عبداللطیف خالد چیمہ	4
//	اک چراغ اور بجھا: ڈاکٹر محمود احمد غازی بھی چلے گئے	محمد عابد مسعود ڈوگر	6
دین و دانش:	جیون کیسے بتائیں؟	ادارہ	7
//	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و منصب قرآن کریم کی روشنی میں	مولانا عبداللطیف مدنی	8
//	شیخین سا جہاں میں کوئی معتبر کہاں	پروفیسر خالد شبیر احمد	13
شاعری:	مناجات	سید ابوذر بخاریؒ	18
//	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سید ابوذر بخاریؒ	19
//	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	20
افکار:	گرفت	عبدالمنان معاویہ	21

گوشۂ خاص

شخصیات:	آغا شورش کاشمیریؒ: ایک عہد ساز شخصیت	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	25
//	جانشین امیرِ شریعت سید ابوذر بخاریؒ	سید یونس الحسنی	28
//	جانشین امیرِ شریعت سے وابستہ چند یادیں	مولانا ابو ریحان سیالکوٹیؒ	31
//	مولانا ابو ریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ سے وابستہ چند یادیں	مولانا عبید اللہ	41
مطالعۂ قادیانیت:	قادیانی اسرائیلی گٹھ جوڑ سے الجزائر میں ارتدادی سرگرمیاں پھیلانے کی کوشش	الجزائری اخبار کی چشم کشا رپورٹ	45
انٹرویو:	ختم نبوت اکیڈمی لندن کے امیر مولانا سہیل باوا کا انٹرویو	احمد خان	47
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	53
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	54
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmall.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات
مدیر

ریاستی اداروں میں تصادم......انجام کیا ہوگا؟

وطنِ عزیز پاکستان حسبِ معمول بحرانوں اور افواہوں کے طوفان کی زد میں ہے۔ گزشتہ چند ماہ سے حالات بہت تیزی سے پلٹا کھا رہے ہیں اور اداروں میں تصادم سے فضاء بدلی بدلی نظر آ رہی ہے۔ حکومت سپریم کورٹ کے سامنے کھڑی ہے اور سپریم کورٹ آئین پر عملداری کے علم کو بلند کر کے اپنے مؤقف پر خم ٹھونک کر کھڑی ہے۔ بدنامِ زمانہ ''این آر او'' پر اپنے فیصلے میں سپریم کورٹ نے حکومت کو ہدایت کی تھی کہ سوئٹزرلینڈ کی عدالتوں میں درج مقدمات دوبارہ کھولنے کے لیے سوئس حکومت کو خط لکھا جائے۔

اگرچہ سپریم کورٹ کے اس حکم میں صدر زرداری کا کہیں نام نہیں، لیکن صدر زرداری پر الزام ہے کہ انھوں نے قومی دولت لوٹ کر سوئس بینکوں میں رکھی ہوئی ہے۔ تاہم وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا کہنا ہے کہ:

> ''چونکہ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل (۲) ۲۴۸ کے تحت صدرِ مملکت کو استثنیٰ حاصل ہے اس لیے اُن کے خلاف سوئس مقدمات کھولنے کے لیے سوئس حکومت کو خط نہیں لکھا جا سکتا۔''

سپریم کورٹ نے حکومت کو ۱۳/ اکتوبر تک مہلت دی ہے کہ وہ این آر او پر جاری شدہ فیصلے کے نفاذ کو ممکن بنائے۔ اُدھر وزیراعظم نے یہ بھی کہا کہ: ''۱۳/ اکتوبر تک ملنے والی مہلت سپریم کورٹ سے کسی ڈیل کا نتیجہ نہیں۔''

قرضے معاف کیے جانے کے حوالے سے درخواست کی سماعت کرتے ہوئے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے کہا کہ: غیر قانونی معاف کیے گئے قرضے واپس لیے جائیں گے۔ قومی دولت محفوظ بنانے کے لیے بین الاقوامی تعلقات متاثر ہوتے ہیں تو ان کا خیال نہ رکھا جائے۔ سٹیٹ بنک کو اربوں روپے معاف کرنے کا اختیار کس نے دیا؟''

سٹیٹ بنک کے وکیل نے سپریم کورٹ کو بتایا کہ ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۹ء تک ۲ کھرب ۵۶ ارب روپے کے قرضے معاف کرائے گئے۔ عبدالحفیظ پیرزادہ نے عدالتِ عظمیٰ کو بتایا کہ موجودہ حکومت نے گزشتہ دو سال میں ۵۴ ارب کے قرضے معاف کیے۔ اس پر چیف جسٹس نے سٹیٹ بنک سے قرضے معاف کرانے والوں کی فہرست طلب کر لی ہے۔

۱۳/ اکتوبر کو کیا ہوتا ہے اور اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟ یہ حکومت کی طرف سے این آر او پر سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد پر منحصر ہے۔ اگرچہ گزشتہ دنوں جنرل کیانی، صدر زرداری اور وزیراعظم گیلانی کی ملاقات کے بعد جمہوری سیٹ اپ کو برقرار رکھنے کے مشترکہ بیان کے بعد فضا کچھ دیر کے لیے سرد ضرور ہوگئی ہے لیکن تا کہے۔ صورتِ حال تو اب بھی بہت گھمبیر ہے۔ حکومت کی عافیت اِسی میں ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے نفاذ کو ممکن

بنائے اوراس کے لیے اگر کچھ اپن آر او زدہ ہمنواؤں اور حاشیہ برداروں کی قربانی بھی دینی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرے۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری ملک میں آئین کی حکمرانی اور کرپشن کے خاتمے کے لیے پرعزم ہیں۔ اگر قومی دولت لوٹنے اور اربوں روپے کے قرضے معاف کرانے والوں کا احتساب ہوتا ہے، انھیں قرار واقعی سزا ملتی ہے تو ملک مستحکم ہوتا ہے اور کرپشن کا دروازہ بھی بند ہوتا ہے۔

موجودہ حکومت کی اڑھائی سالہ کارکردگی مایوس کن اور افسوسناک ہے۔ پاکستان میں امریکی اثر و نفوذ میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ نیٹو فورسز نے مسلسل ڈرون حملے کیے اور تاحال کر رہی ہے۔ صرف ۲۸ ستمبر کو چوبیس گھنٹوں میں دو بار پاکستانی سرحدی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نیٹو افواج کے گن شپ ہیلی کاپٹروں نے شیلنگ کرکے ۶، افراد ہلاک اور ۱۱ زخمی کیے۔ ڈرون حملوں کا سلسلہ تو اب روزمرہ ہو کر رہ گیا ہے۔ وزیر اعظم گیلانی کی طرف سے یہ کہنا قوم سے کھلا مذاق ہے کہ ''ڈرون حملے حکومت کی مرضی سے نہیں ہو رہے۔'' پاکستان کی خود مختاری، سلامتی اور آزادی سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔ ڈرون حملوں اور سرحدی حدود کی خلاف ورزی پر حکومتی احتجاج محض زبانی جمع خرچ ہے۔

ادھر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ایک امریکی عدالت نے مختلف مقدمات میں ۸۶ سال قید کی سزا سنا دی ہے۔ عافیہ صدیقی قوم کی بیٹی ہے۔ حکومت مخلص ہوتی تو امریکی اسے گرفتار ہی نہیں کر سکتے تھے۔ حکمرانوں کے لیے شرم کا مقام ہے کہ وہ امریکہ کے سارے مطالبے بلکہ ''ڈومور'' بھی مان رہے ہیں لیکن اس کے بدلے عافیہ صدیقی کو رہا نہ کرا سکے۔ حکومت مخلص ہے تو طفل تسلیوں کے بجائے عافیہ صدیقی کو رہا کرائے

سپریم کورٹ نے جعلی ڈگریوں والے ارکان اسمبلی کا محاسبہ کیا تو وہ استعفے دے کر پھر اسمبلیوں میں آ گئے۔ پیپلز پارٹی کے ایک وفاقی وزیر عبدالقیوم جتوئی نے ایسی درفنطنی چھوڑی ہے کہ پوری حکومت کو چکرا کر رکھ دیا ہے۔ کوئٹہ میں طلال بگٹی سے نواب اکبر بگٹی کی تعزیت کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ:

''کرپشن میں مساوات ہونی چاہیے اور سب کو حصہ ملنا چاہیے کسی ایک فرد کو نہیں۔''

کرپشن میں مساوات کا تصور پیش کرنے والے اس وزیر بے تدبیر کو وزارت سے برطرف کر دینا کافی نہیں۔ اس کی رکنیت اسمبلی بھی ختم ہونی چاہیے۔ لیکن ''ایسے لوگ'' بہرحال ''ایسی حکومت'' کی مجبوری ہوتے ہیں:

کیسے کیسے لوگ ایسے ویسے ہوگئے
ایسے ویسے کیسے کیسے ہوگئے

اداروں میں تصادم اور کرپشن کی انتہا نے ملک و قوم کو کہاں لا کھڑا کیا ہے؟ اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ یہ حکمرانوں، سیاست دانوں اور حکومتی دانشوروں کے سوچنے کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں سوچ، فکر اور شعور سے نوازے۔ (آمین)

فیصل آباد اور کراچی میں قادیانیوں کی تازہ ترین دہشت گردی

عبداللطیف خالد چیمہ *

عیدالفطر کے روز (۱۱ر ستمبر) کو قادیانیوں نے دو مسلمانوں کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنایا، پہلا واقعہ فیصل آباد کے قریب کھڑیانوالہ چک نمبر ۱۹۴ر۔ب (لاٹھیانوالہ) میں ہوا جہاں امین اور نصیر وغیرہ قادیانیوں نے حملہ آور ہو کر مسلمان محمد اکرم کو قتل جبکہ غلام حسین کو شدید زخمی کر دیا اہل علاقہ نے شدید احتجاج کیا اور مظاہرین نے قادیانی قاتلوں کے خلاف مؤثر کارروائی کا پرزور مطالبہ کیا، اس واقعے کا پس منظر یہ ہے کہ شہید محمد اکرم اور اس کے ساتھی قانونِ تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے سرگرم تھے اور ایک مسجد کا تنازعہ بھی چل رہا تھا کہ قادیانی قتل و غارت گری اور فساد پر اتر آئے ایف آئی آر کے اندراج کے بعد قاتل گرفتار ہو چکے ہیں اور وقوعے کے اردگرد کے ماحول میں کشیدگی پائی جاتی ہے۔

عیدالفطر ہی کے روز دوسرا اندوہناک سانحہ کراچی کے علاقے نارتھ ناظم آباد (کھنڈو گوٹھ) میں پیش آیا۔ جہاں رضوان ارشد نامی ایک قادیانی نے عین دوپہر کے وقت محمد اظہر حسین نوجوان مسلمان کو بے دردی سے قتل کر دیا اس مقدمہ کی ایف آئی آر کے اندراج کے بعد علاقے کے مسلمانوں میں اشتعال اور ردِ عمل فطری تھا۔ چنانچہ ۱۴ر ستمبر منگل کو علاقے کے سینکڑوں مرد و زن اور بچوں نے قادیانی ملزم کی گرفتاری کے لیے نہایت پرامن احتجاجی مظاہرہ کیا یہ مظاہرہ حیدری تھانے سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہوا اور مجاہدین ختم نبوت اور عاشقانِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل طور پر پرامن اپیل سے کراچی کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا نہ کوئی توڑ پھوڑ ہوئی نہ لوٹ مار اور نہ ہی علاقے کے قادیانیوں کو چھیڑا گیا یہ مظاہرہ ہمارے معاون خصوصی جناب قاری علی شیر قادری (جو خود اور ان کے رفقاء اس کیس کی پیروی کر رہے ہیں) نے ہمیں براہِ راست موبائل پر سنایا۔ چنانچہ ہم نے فون پر کراچی کے میڈیا کو توجہ کی درخواست کی۔ مجلس احرار اسلام کراچی کے منتظم بھائی محمد شفیع الرحمٰن اور قاری شیر علی قادری نے ہمیں لمحہ بہ لمحہ صورتحال سے باخبر رکھا اور طے پایا کہ احتجاجی انداز کو ہر حال میں پرامن رکھا جائے گا لیکن مقتول کے ورثاء کی اخلاقی مدد کر کے قادیانیوں کو اثر و رسوخ کے ذریعے کیس پر اثر انداز نہیں ہونے دیا جائے گا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کے مشورے اور رہنمائی کے بعد وکیل ختم نبوت جناب منظور احمد میو ایڈووکیٹ نے مکمل قانونی رہنمائی فراہم کی اور جملہ قانونی معاملات کو آگے بڑھایا۔

---

* سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں تحریک تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام پاکستان کی اپیل پر مختلف مکاتب فکر کے علماء اور خطباء کرام نے بھرپور احتجاج کیا اور اپنی اپنی مساجد میں صدائے احتجاج بلند کی دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث رہنماؤں نے محمد اظہر حسین شہید کے قادیانی قاتل کی گرفتاری اور علاقے میں ارتدادی تبلیغی مراکز کو بند کرنے کا مطالبہ کیا فدائیانِ ختم نبوت کراچی کے تحت کراچی پریس کلب کے باہر زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ آخر کار ۱۶ ستمبر کو ملزم گرفتار کرلیا گیا اور قانونی پیروی کے لیے کارکنان احرار اور مجاہدین ختم نبوت سرگرم ہیں۔ اس اہم مسئلہ پر جن حضرات نے بھی جو کردار ادا کیا ہم سب کے شکر گزار بھی ہیں اور قانونی پیش قدمی پر مبارک باد بھی پیش کرتے ہیں۔ اپنے رفیق سفر بھائی محمد شفیع الرحمٰن احرار، جناب قاری علی شیر قادری اور ان کے معاونین محمد ریاض، محمد وقار، محمد ظہیر، محمد زبیر سمیت تمام بزرگوں اور عزیزوں سے درخواست ہے کہ وہ صبر و استقامت کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ فتح آپ کے قدم چومے گی۔ دوسری طرف حکومت اور سرکاری انتظامیہ سے ہم گزارش کرنا چاہیں گے کہ وہ چندروزہ زندگی میں حاصل شدہ اقتدار و اختیار کو ''دائمی'' تصور نہ کریں۔ اور حق وانصاف کو ہر حال میں ملحوظ و مقدم جانیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت و ختم نبوت کے محاذ کے چوکیداروں پر ظلم روا نہ رکھیں اور منکرین ختم نبوت کو آئین و قانون کا پابند کریں۔ فیصل آباد اور کراچی میں مسلمانوں کے قادیانی قاتلوں کے خلاف درج مقدمات میں قانون کی بالادستی قائم ہو اور ظالم اپنے انجام تک پہنچیں۔

ایک اور جھوٹا مدعی نبوت:

چند روز پیشتر پاکستانی نژاد برطانوی شہری راجہ محمد اصغر (مقیم گلزار قائد راولپنڈی) نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جیل پہنچ گیا۔ بتایا گیا کہ ستمبر کے آخر میں راجہ محمد اصغر نے دعوئ نبوت کیا۔ جس کا اظہار اس نے مختلف افراد کو خطوط کے ذریعے کیا اور اپنے ویزٹنگ کارڈ پر (نعوذ باللہ) یہ تحریر درج کی ''نیک نیت رحمت اللہ حضرت محمد اصغر علی صلی اللہ علیہ وسلم''، مسلم لیگ (ن) راولپنڈی سٹی کے صدر ملک حفیظ اللہ اعوان نے متعلقہ تھانے میں ۲۹۵c کے تحت ایف آئی آر درج کرائی اور ملزم چودہ دن کے ریمانڈ پر اڈیالہ جیل میں ہے۔

راولپنڈی اسلام آباد کے علماء کرام مولانا قاضی عبد الرشید، مولانا عبد الوحید مکی، مولانا عبد المجید ہزاروی، مولانا محمد طیب فاروقی، مفتی مجیب الرحمٰن، مولانا عبد القدوس محمدی، مفتی تنویر عالم اور دیگر نے الزام عائد کیا ہے کہ برطانوی سفارتخانہ ملزم کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ ان حضرات نے انتباہ کیا ہے کہ متعلقہ تھانہ اور حکومت ملزم کے ساتھ رعایت کا خیال دل سے نکال دے اور حکومت مسئلے کی نزاکت کو سمجھے۔ نیز کسی دباؤ کے بغیر حکومت جھوٹے مدعی نبوت کو اس کے انجامِ بد تک پہنچائے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

اک چراغ اور بجھا: ڈاکٹر محمود احمد غازی بھی چلے گئے:

محمد عابد مسعود ڈوگر

یہ خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری کہ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور اور وفاقی شرعی عدالت کے جج، مایہ ناز استاد، محقق اور دانشور مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازی ۲۶ ستمبر کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلامی تعلیمات کے حوالے سے جن چند گنے چنے لوگوں کو سنجیدہ غور وفکر اور اعلیٰ درجے کا افہام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، ڈاکٹر محمود غازی اسی عمدہ جماعت کے فردِ فرید تھے۔ پاکستان میں اُن کے نام اور کام کو جاننے والے دسیوں ہزاروں لوگ ہیں تو بیرون ملک بھی اُن کے قدر دانوں کی کمی نہیں۔ ڈاکٹر محمود غازی اپنے علم وفضل کی گہرائی اور مزاج کی شرافت اور متانت کے حوالے سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ اب جبکہ سنجیدہ غور وفکر کرنے والے لوگ علمی حلقوں میں دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں، ڈاکٹر محمود غازی کے جانے سے یہ کمی شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم ۲۰۰۲ء تا ۲۰۰۴ء وفاقی وزیر مذہبی امور رہے۔ انھوں نے حکومت میں رہتے ہوئے، پرویز مشرف کے دینی مدارس کے نصاب و نظامِ تعلیم کے خلاف ناپاک منصوبوں کو جس حکمت سے ناکام بنایا وہ ان کے اخلاص کا غماز ہے۔ وزارت سے سبکدوشی ان کے اسی ''جرم'' کی سزا تھی۔ ۲۰۱۰ء میں انھیں وفاقی شرعی عدالت کا جج مقرر کیا گیا۔ انھوں نے چالیس سے زائد ممالک کے سفر کیے، اندورن و بیرون ملک مختلف موضوعات پر ہونے والی ایک سو سے زائد کانفرنسوں میں شرکت کی۔ اسلامی قوانین، اسلامی تعلیم، اسلامی معیشت اور اس اسلامی تاریخ سے متعلق اردو، انگریزی، عربی میں تیس سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ قادیانیت کے ردّ میں ایک مستقل کتاب انگریزی میں تحریر کی۔ وہ اپنی شاندار زندگی کا سفر ساٹھ سال میں مکمل کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔

غم کی اس گھڑی میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری اور راقم، مرحوم ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ اور اُن کے بھائی ڈاکٹر محمد الغزالی سے تعزیت مسنونہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور ڈاکٹر صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ دین اسلام کے حوالے سے اُن کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

ادارہ

جیون کیسے بِتائیں؟

حدیث رسول ہاشمی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشنی میں

(۱) **عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یخصف نعله و یخیط ثوبه ویعمل فی بیته کما یعمل احدکم فی بیته. وقالت کان بشراً من البشر یغلی ثوبه ویحلب شاته' ویخدم نفسه'**

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے خود مرمت کرتے تھے۔ اپنے کپڑے خود سیتے تھے اور اپنے گھر میں کام کرتے تھے جیسے تم لوگ اپنے گھروں میں کام کرتے ہو، آپ انسانوں میں ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑے خود دیکھتے تھے اپنی بکری خود دوہتے تھے اور اپنے روزمرہ کام خود ہی کیا کرتے تھے۔

(۲) **وفی الجامع ،کان یجلس علی الارض ویأکل علی الارض و یعتقل الشاۃویجیب دعوۃ المملوک علیٰ خبز الشعیر**

اور جامع میں ہے...... آپ زمین پر بیٹھتے تھے، آپ زمین پر ہی کھانا کھالیا کرتے تھے۔ آپ بکری خود باندھتے تھے، آپ غلاموں کی دعوت نانِ جویں پر بھی قبول کرتے تھے۔

(۳) **وروی ابن عساکر عن ابی ایوب رضی الله عنه کان یرکب الحمار ویخصف النعل ویرقع القبیص ویلبس الصوف ویقول من رغب عن سنتی فلیس منّی.**

اور ابن عساکر سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، گدھے پر سوار ہوتے، آپ جوتا خود مرمت کرتے تھے۔ آپ قمیص کو پیوند خود لگاتے تھے۔ آپ موٹا جھوٹا پہنتے تھے اور آپ فرماتے تھے جس نے طریقہ سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(۴) **ویرکب الحمار وفی روایة عریا.**

سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم' گدھے کی سواری کیا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ گدھے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔

(۵) سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ **لقد رأیته یوم خیبر علیٰ حمار**

میں نے آپ کو خیبر کی جنگ کے دن گدھے پر سوار دیکھا

ابن الملک کہتے ہیں ان روایات میں اس بات کی بڑی واضح دلیل ہے کہ گدھے کی سواری سنت ہے اور اگر کوئی ناک منہ چڑھائے جس طرح ہندوستان کے بعض جہلاء اور متکبرین کرتے ہیں، **فهو اخس من الحمار** تو ایسا شخص خود گدھے سے زیادہ خسیس ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۱۱ ص ۹۴)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومنصب قرآن کریم کی روشنی میں

مولانا عبداللطیف مدنی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معلم کتاب وحکمت اور مزکّیٔ امت

ارشا الٰہی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ. .الخ (آل عمران، ۱۶۴)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان وکرم کیا جب کہ ان میں انھیں میں سے پیغمبر بھیج دیا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں واضح دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ایک پیغام بر کی مانند محض پیغام پہنچانا ہی نہ تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب وحکمت کے معلم اور مسلمانوں کے لیے مزکّی بھی تھے۔ تعلیم کتاب کا فریضہ جو آپ کے ذمہ لگایا گیا آپ اس فرض منصبی کو بخوبی ادا کرتے تھے۔ کتاب کے مجملات کی تفسیر اور تشریح فرماتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اعتراضات واشکالات کو حل کرتے۔ کتاب کے مفہوم ومضمون کو واضح طور پر سمجھاتے تھے۔ بلاشبہ آپ اپنے قول وفعل سے قرآن کریم کی تشریح فرماتے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں کا تزکیہ فرماتے۔ نفس کو رذائل سے پاک کرنے کا نام تزکیہ ہے۔ یہ تزکیہ صرف کتاب ہاتھ میں دے دینے سے نہیں ہوتا۔ اس کے لیے نفس کی خرابیوں پر بار بار تنبیہہ کرنا پڑتی ہے۔ مشورے دینے پڑتے ہیں۔ تدبیریں بتانی ہوتی ہیں اور یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومنصب کتاب اللہ کی تبیین وتشریح

ارشادِ الٰہی ہے:

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (النحل، ۴۴)

''اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کردو۔ اور تاکہ وہ غور کریں۔''

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب تشریح اور تبیین ہے۔ یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس وقت تک ضرور محفوظ رہیں گے جب تک مسلمانوں کا وجود رہے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے دائمی ہدایت ہے اور اس ہدایت کو بیان کرنے کی ذمہ

داری اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی ہے۔ یہ کتاب ہدایت باقی رہ جائے اور اس کتاب کی تشریحات اور احکام کی تفصیلات محفوظ اور باقی نہ رہیں تو کتاب اللہ دوامی ہدایت نہیں رہتی کیونکہ احکام کی تشریح کے بغیر عمل نہیں ہو سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مدار ایمان اور تصفیہ طلب امور میں آخری عدالت

ارشاد الٰہی ہے:

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء،٦٥)

''قسم ہے آپ کے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ آپ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جوان میں اٹھے۔ پھر نہ پائیں اپنے دل میں تنگی آپ کے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔''

اس فرمانِ الٰہی سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی امت کے تمام نزاعی امور کا فیصلہ کرنے کے لیے آخری عدالت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فیصلہ پر دل وجان سے راضی ہو جانا معیارِ ایمان ہے۔ قرآن کریم کا حلفیہ بیان ہے کہ جو لوگ آپ کے ہر فیصلہ پر راضی نہ ہوں اور اس کے لیے سرتسلیم خم نہ کریں وہ ایمان سے محروم ہیں۔ قرآن کریم نے امت کے تمام جھگڑوں کو نمٹانے کے لیے آپ صلی اللہ کو منصف وفیصل قرار دیا ہے۔ جس سے آپ کا منصب ظاہر و باہر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی واجب الاطاعت

ارشادِ الٰہی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:٥٩)

''اے ایمان والو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں اولی الامر ہیں۔''

قرآن کریم کی وہ آیات جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اہلِ ایمان کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے بے شمار ہیں۔ کتاب اللہ کے ان واضح اعلانات کی روشنی میں یہ فیصلہ بالکل آسان ہے کہ اسلام میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی حیثیت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی اطاعت اور پیروی کا حکم خود قرآن ہی میں موجود ہے اور جب قرآن کریم ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو عین اطاعتِ خداوندی قرار دیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو جب قرآن وحی الٰہی بتلاتا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم،٢،٣)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات کو جب قرآن ہی ''گفتہ او رگفتہ اللہ بود'' کا مرتبہ دیتا ہے تو کیا حدیثِ نبوی کے حجتِ دینیہ ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے؟ اور کیا حدیثِ نبوی کا انکار کرنے سے قرآن کریم کا انکار لازم نہیں آتا۔ جس طرح ایمان کے معاملہ میں خدا ورسول کے درمیان فرق نہیں ہو سکتا کہ ایک کو مانا جائے اور

دوسرے کو نہ مانا جائے۔ بالکل اسی طرح کلام اللہ اور کلام رسول میں بھی تفریق نہیں ہوسکتی کہ ایک کو واجب الاطاعت مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے۔

ف......(نوٹ) جب وہ آیات جن میں اطاعت کا حکم ہے منکرین حدیث کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو وہ اپنے جاہل معتقدین کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ اطاعتِ رسول کا یہ حکم رسول کی حیثیت سے نہیں تھا بلکہ مرکز ملت ہونے کی حیثیت سے تھا جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو اطاعت ختم ہوگئی۔ (العیاذ باللہ) ان لوگوں کی یہ بات بالکل اپنی طرف سے بنائی ہوئی ہے اپنے آپ کو اہل قرآن کہلانے کے باوجود اپنی اس بات کو قرآن سے ثابت نہیں کرسکتے...... بلکہ قرآن کریم سے تو ان کی اس بات کی دو طرح سے تردید ہو رہی ہے۔

ایک یہ کہ حاکم کی اطاعت کا ذکر مستقل طور پر آگے آرہا ہے یعنی ''اولی الامر منکم '' لہٰذا اطاعتِ رسول کو اس پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرے یہ کہ یہاں اطیعوا الرسول میں اطاعت کی علت رسالت ہے نہ کہ حاکمیت۔ جب رسول اللہ کی اطاعت کا مستقل حکم ارشاد فرمایا تو معلوم ہوا کہ رسول کی حیثیت مستقل ہے اور آپ کی اطاعت اولی الامر ہونے کے علاوہ بھی فرض ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت

ارشاد الٰہی ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا

(النساء، ۸۰)

''جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جو شخص آپ کی اطاعت سے روگردانی کرے سو آپ کچھ غم نہ کیجیے کیونکہ ہم نے آپ کو نگران کر کے نہیں بھیجا کہ آپ ان کو کفر نہ کرنے دیں۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس آیت میں صاف اعلان کر دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو عین اطاعتِ خداوندی نہیں سمجھتے وہ اپنی بدفہمی کی وجہ سے کفر کے مرتکب ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین مثالی نمونہ

ارشاد الٰہی ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیْرًا (سورۃ الاحزاب، ۲۱)

تم کو رسول اللہ کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روزِ قیامت (کے

آنے) کی امید ہواور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول وفعل، گفتار وکردار، نشست وبرخاست غرضیکہ آپ کی ذات سے صادر ہونے والی ہر چیز سراپا ہدایت ہے۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی کو امت کے لیے بہترین مثالی نمونہ قرار دیا گیا۔ جو شخص آپ کو مثالی نمونہ نہیں سمجھتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو واجب الاطاعت اور لائق اقتداء نہیں سمجھتا اسے نہ اللہ پر ایمان ہے نہ آخرت پر......اس کا دل ذکر الٰہی کے نور سے منور نہیں بلکہ محروم ہونے کی وجہ سے ظلمت کدہ ہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا چون وچرا قبول کرنا

ارشاد الٰہی ہے:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الحشر،۷)

''اور رسول تمہیں جو کچھ بھی دے دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو کچھ دیا جائے اس کو بلا چون وچرا قبول کرلو اور آپ کے منع کردہ امور سے باز رہو اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو ان کے حق میں شدید عذاب کا اندیشہ ہے۔

حکم نبوی سے اعراض باعث فتنہ وعذاب

ارشادِ الٰہی ہے:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (النور،۶۳)

''جو لوگ آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں انھیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان کو عظیم فتنہ پیش نہ آئے۔یا کہیں ان کو عذاب الیم کا سامنا نہ کرنا پڑے۔''

اس آیت کے ذیل میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ رقم طراز ہیں:

یعنی اللہ اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان کے دلوں میں کفر ونفاق وغیرہ فتنہ ہمیشہ کے لیے جڑ نہ پکڑ جائے اور اس طرح دنیا کی کسی آفت یا آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔العیاذ باللہ۔

اطاعت رسول باعث رحمت

ارشاد الٰہی ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور،۵۶)

''اور اے مسلمانو نماز کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیا کرو اور باقی احکام میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر کامل رحم کیا جائے۔'' (ترجمہ حکیم الامت)

احکام میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیا کرو تا کہ تم پر کامل رحم کیا جائے۔اس آیت میں رحمتِ الٰہی کے نزول کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعتِ کاملہ کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔

ہدایت کا انحصار صرف اطاعتِ رسول میں

ارشادِ الٰہی ہے:

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (النور،۵۴)

''آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو پھر اگر تم اطاعت سے روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ وہی (تبلیغ) ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا اور تمھارے ذمے وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا ہے۔اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو راہ پر جا لگو اور بہر حال رسول کے ذمہ صاف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔''

اس آیتِ کریمہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ہدایت صرف اطاعتِ رسول پر منحصر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے علاوہ ہدایت کے تمام راستے بند ہیں۔اس کے ساتھ بتلا دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی کرنے والے کوتاہ اندیش لوگوں کو اس کے ہولناک نتائج کے لیے تیار رہنا ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چند مناصب اور مراتب قرآن کریم سے نمونہ کے طور پر ذکر کیے گئے ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ آپ کا مقام و مرتبہ نہایت بلند ہے۔بے شک آپ ہادی عالم اور معلم انسانیت ہیں۔مربّی و مُزکّیِ امت ہیں اور رہبر و رہنما ہیں۔بدر الدُّجیٰ اور شمس الضُّحیٰ ہیں،نور الہدیٰ اور خیر الوریٰ،فخر الرسل اور سید الانبیاء ہیں۔امام الانبیاء اور محبوب کبریاء ہیں۔رحمۃ اللعالمین اور شفیع المذنبین،خاتم النبیین والمعصومین ہیں۔پوری کائنات میں بہترین ہیں۔(صلی اللہ علیہ وسلم)

شیخین سا جہاں میں کوئی معتبر کہاں

پروفیسر خالد شبیر احمد

صرف یہ کہہ دینا کہ اسلام میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا بڑا مقام ومرتبہ ہے، کافی نہیں کہ اس سے وہ حقیقت واضح نہیں ہوتی جس کا تقاضا دین اسلام، اہل اسلام سے کرتا ہے۔ خود میرا اپنا معاملہ بھی یہی تھا جب تک میں نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ کی تفسیر ''معارف القرآن'' کی تمام جلدوں کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اس مطالعے سے پہلے اور بعد میں جو تبدیلی میرے دل و دماغ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کے حوالے سے پیدا ہوئی اسے الفاظ میں بیان کرنا قدرے مشکل ہے۔ تفسیر میں ایسے واقعات میرے سامنے آئے کہ اگر کسی صحابی سے کسی غفلت یا پھر تساہل سے کوئی غلطی ہوئی کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع نازک کو رنج پہنچا تو اللہ تعالیٰ خود صحابہ کی سفارش کرتے نظر آئے کہ ''اے میرے محبوب میں نے انہیں معاف کر دیا ہے آپ بھی انہیں معاف کر دیں اور انہیں اپنی مشاورت میں اسی طرح شریک رکھیں جس طرح اس واقعے سے پہلے شریک رکھتے رہے ہیں۔ یعنی صرف معاف ہی نہ کریں بلکہ ان کے مقام ومرتبہ کو بھی برقرار رکھیں۔ میں یہاں پر ان واقعات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف سیرت میں ایک واقعے کی طرف ہی اشارہ کافی ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا کیا مقام تھا اور وہ کس طرح انہیں چاہتے تھے۔ مشرکین مکہ نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ اپنے پاس سے ان غریب صحابہ کو اٹھا دیں تو ہم آپ کے پاس آ کر بیٹھنے اور آپ کی بات سننے کے لیے تیار ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر وقت یہی خیال فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص دینِ اسلام میں داخل ہو جائے، مشرکین کے اس پیغام پر صحابہ سے مشاورت کا فیصلہ فرمایا۔ اس مشاورت میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے اور مشاورت کے بعد فیصلہ یہی ہوا کہ ایسے سب صحابہ جن میں حضرت بلال حبشی، حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم تو اپنے ہی ہیں اگر انہیں عارضی طور پر نظر انداز کرنے سے مشرکین مکہ کی ایک تعداد میرے پاس آ کر بیٹھ جائے اور ان میں کوئی ایک دو ہی اسلام قبول کر لیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ جب آپ نے فیصلہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا کہ مشرکین آپ کے پاس آئیں یا نہ آئیں آپ ان صحابہ کو اپنے پاس بیٹھنے سے منع نہیں کر سکتے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ جس طرح ہر نبی، نبی ہونے کی وجہ سے برابر ہے، فضیلت میں برابر نہیں۔ بعض انبیاء کو بعض انبیاء پر فضیلت حاصل ہے جیسے بعض راتوں کو بعض راتوں پر فضیلت حاصل ہے، بعض دنوں کو بعض دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ بعض مہینوں کو بعض مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی طرح بعض صحابہؓ کو بھی دوسرے صحابہؓ پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن اس کے باوجود سب صحابہ صحابی ہونے کی نسبت سے برابر ہیں۔ قرآن پاک میں ستائیسویں پارے کی

ایک آیت کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے:

''برابر نہیں تم میں سے وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا فتح سے پہلے اور جہاد کیا اس نے اس شخص کے ساتھ جس نے ایسا نہ کیا۔ وہ لوگ جو فتح سے یہ کام کر چکے بزرگ ہیں مراتب میں ان لوگوں سے جنہوں نے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور فتح کے اور ہر ایک کو وعدہ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اچھی چیز یعنی نجات کا اور اللہ تعالیٰ واقف ہے جو تم کرتے ہو۔''

اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سب صحابہ کرام کا مرتبے اور فضیلت کے اعتبار سے یکساں ہونا ثابت نہیں ہے۔ بعض صحابہ دوسرے صحابہ سے افضل بھی ہیں اور اکمل بھی۔ اس سلسلے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر کوئی شخص تم میں سے کوہِ احد کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ ان (یعنی صحابہ) کے ایک مد یا نصف کے خرچ کے ثواب کے برابر نہیں ہوسکتا من قبل فتح کے (اور فتح سے مراد علما فتح مکہ لیتے ہیں)

بعض مفسرین کے خیال کے مطابق یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ بغوی نے لکھا ہے کہ محمد بن فضیل نے کلبی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ سب سے پہلے وہی اسلام لائے اور سب سے پہلی انہی نے اللہ کے راہ میں مال خرچ کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے تلوار ہاتھ میں لے کر اپنے مسلمان ہونے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان حضرت ابوبکر صدیق نے ہی کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو باقی تمام صحابہ پر فضیلت ہے۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی شخصیت ہے کہ جنھیں باقی تمام صحابہ پر فضیلت کا شرف حاصل ہے۔ ان دونوں صحابہ کے لیے ''شیخین'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے عمار! ابھی میرے پاس جبریل آئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے جبریل عمر بن خطاب کے وہ فضائل جو آسمان میں فرشتوں کے درمیان موجود ہیں بیان کرو۔ جبریل نے جواب دیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ سے عمر کے فضائل اس مدت تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت میں رہے یعنی ساڑھے نو سو برس تک بیان کرتا رہوں پھر بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں گے باوجود اس کے حضرت حضرت ابوبکر کا وہ مرتبہ ہے کہ حضرت عمر حضرت ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا وہ جنت کے کئی دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے اس دروازے سے آ یہ بہت اچھا ہے۔ پھر جو کوئی اہل نماز سے ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو اہل جہاد سے ہوگا، وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے اور جو اہل صیام سے ہوگا وہ صیام کے دروازے سے بلائے جاؤ گے۔ جس کا نام باب الریان ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جو شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اس کو تو پھر کسی قسم کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یا رسول اللہ ایسا بھی کوئی شخص ہوگا جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اس پر حضور صلی اللہ نے فرمایا اے ابوبکر

میں امید رکھتا ہوں کہ تم انہیں میں سے ہو گے جوان سب دروازوں سے بلائیں جائیں گے۔

''بخاری نے بروایت حماد ثابت سے، انھوں نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا پوچھا کہ کب ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لیے کیا سامان کیا ہے۔ اس نے عرض کیا کچھ نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ کو اس کے رسولوں کو دوست رکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے تم محبت کرتے ہو قیامت میں اسی کے ساتھ ہو گے۔ حضرت انس نے یہ حدیث بیان کر کے کہا کہ ایسی خوشی ہم لوگوں کو کبھی نہیں ہوئی جیسی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی کہ تم اسی شخص کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو، کیونکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں، اور چونکہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں اس لیے امید رکھتا ہوں کہ قیامت میں انہیں کے ساتھ ہوں گا۔ گو میں نے ان جیسے کام نہیں کیے۔''

شیخین کے جنتی ہونے کے بارے میں کئی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:

''جنت میں اوپر والوں کو نیچے کے درجے والے ایسا روشن دیکھیں گے جیسے تم اس ستارے کو روشن دیکھتے ہو جو آسمان کے کنارے پر ہو اور بے شک ابوبکرؓ و عمرؓ انہی اوپر والے درجے والوں میں سے ہیں بلکہ ان سے بھی اچھے ہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا (یہ بھی حضرت ابوسعید خدری سے ہی روایت کی گئی ہے) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے دو وزیر زمین والوں میں سے اور دو وزیر آسمان والوں میں سے نہ ہوں۔ چنانچہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرائیل و میکائیل ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکر و عمر ہیں۔''

ابوداؤد نے بروایت لیث ابوزبیر سے انھوں نے حضرت جابر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جن لوگوں نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔''

اور حضرت جابر ہی کا ارشاد ہے:

''اس وقت ایسے صحابہ کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔''

ان تمام بیان کی گئی احادیث سے شیخین کی فضیلت و فوقیت تمام دوسرے صحابہ پر ثابت ہوتی ہے اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تمام صحابہ کا درجہ ان کے بعد ہے اور یہی وہ واحد سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد باقی اہل مدینہ کی نگاہ یکے بعد دیگرے انہی حضرات یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی اور انھیں ہی منصبِ خلافت پر فائز کیا گیا۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما نے اس بار خلافت کو بڑی دیانت داری، خوبصورتی، جانفشانی، ایثار اور خلوص کے ساتھ نبھایا۔ ان دونوں کا معیار خلافت اتنا بلند اور باوقار ہے کہ بے اختیار انھیں داد دینا پڑتی ہے۔

''ہٹی'' جیسا معروف عرب تاریخ دان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت کو داد دیتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ:

''یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی ڈھائی سال نہیں ڈھائی صدیاں حکومت کرتا رہا ہو حضرت ابوبکر صدیق کے

دورِحکومت میں کس قدر گہرائی اور تمکنت، وقار، عزم، اور ایثار نظر آتا ہے کہ بے اختیار یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا خواہ حضرت عمر فاروق ہی کیوں نہ ہوتے تو وہ بھی ایسے کارنامے سرانجام نہ دے سکتے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِحکومت میں سرانجام دیے۔ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف کارروائی کرنے کے خلاف تھا۔ جس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب تھا کہ:

''میں یہ تو برداشت کرسکتا ہوں کہ دشمن کی فوجیں مدینہ میں آکر ہماری عورتوں کو ان کے بالوں سے گھسیٹتے پھریں لیکن یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرے سامنے کوئی زکوٰۃ سے انکار کردے اور میں خاموش رہوں، میری آج کی یہ خاموشی کل کو نماز کے انکار کا سبب بھی بن سکتی ہے تو پھر دین کس چیز کا نام رہ جائے گا۔ منکرینِ ختم نبوت اور منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف آپ کا حکم قتال ہی اسلامی حکومت کا استحکام اور اس کے دشمنوں پر رعب اور دبدبہ کا سبب بن گیا اور دشمنوں کو اس بات کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ مدینے کی طرف رخ کریں۔''

حضرت ابوبکر صدیق ہوں یا پھر حضرت عمر فاروق دونوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معیارِ حکومت کو ہر لحاظ اور ہر زاویے سے برقرار رکھا۔ عدل وانصاف کا معاملہ ہو یا پھر بیت المال کا تقسیم کا معاملہ، معاشرتی مساوات کا معاملہ ہو پھر تقسیم فے میں مساوات کا مسئلہ۔ حاجت مند کی کفالت کا فریضہ ہو تعلیم کی اہمیت، اطاعت الٰہی کی بات ہو لوگوں کی درخواستیں سننے اور ان کے اعتراض کا حق ہو۔ شیخین نے ان تمام فرائض کا حق ادا کردیا ایسا کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ ایسے حکمران نہ تو زمانہ نے اس سے پہلے دیکھے نہ ان کے بعد۔

''حضرت ابوبکر صدیق نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا اس میں آپ نے واضح کردیا کہ میری اطاعت تمہارے اوپر اس وقت تک اور صرف اس وقت تک فرض ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا رہوں اور اگر میں اس سے منحرف ہوجاؤں تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں رہے گی۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے پہلے خطبے میں ارشاد فرمایا کہ:

''ایک حاکم کو سب سے زیادہ اہتمام کے ساتھ لوگوں کے اندر جو چیز دیکھنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق و فرائض ان پر عائد ہوتے ہیں ان کو وہ ادا کررہے ہیں یا نہیں۔ ہمارا فرض صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جس اطاعت کا حکم دیا ہے اس کا حکم دیں اور جس نافرمانی سے روکا ہے اسے روکیں۔'' (کتاب الخراج، ص۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وہ تقریر جو آپ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرتے ہوئے کی تھی وہ بھی آج کل حکمرانوں کے لیے ایک ایسا آئینہ ہے جس میں وہ اپنا مدقوق چہرا دیکھ سکتے ہیں کہ کس حیثیت اور کتنی اونچی شان والا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین خلیفۃ الرسول بلافصل کس عاجزی کے ساتھ اپنے آپ کو اہل اسلام کے سامنے پیش کردیا ہے۔ اور تم جو ان کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی فضیلت نہیں رکھتے تو کس انداز سے سوچتے ہو۔ کہ تمہاری سوچ اور نمرود، فرعون کی سوچ میں کچھ فرق ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا:

''اے لوگو! میں بالکل تمہاری طرح کا آدمی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم ممکن ہے تم مجھ سے زیادہ امید باندھ بیٹھو جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پوری فرما سکتے تھے۔ (ایسا صحیح نہیں ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے لیے منتخب فرمایا تھا اور تمام شیطانی آفتوں سے آپ کو محفوظ کیا تھا۔ میرا یہ مقام نہیں ہے۔ میرا مقام

صرف متبع کا ہے میں بہرحال کوئی نئی راہ نکالنے والا نہیں ہوں، اگر نبی کی راہ پر استوار رہوں تو میری پیروی کرنا اگر راہ سے ہٹ جاؤں تو مجھے راستے پر لانا۔

اب آخر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ بھی پیش خدمت ہے جس میں ان کا احساسِ حکمرانی صاف صاف نظر آتا ہے۔آپ نے خلیفہ بننے کے بعد فرمایا:

”میں اپنے آپ سے بھی حق وصول کروں گا۔اور اگر مجھ سے کوئی اعتراض ہوگا تو میں خود بڑھ کر اپنی معذرت پیش کروں گا۔تو جس شخص کو کوئی ضرورت ہو یا اس کو کسی ظلم کی شکایت ہو یا میرے عمال کے کسی رویے پر اعتراض ہو تو وہ مجھے باخبر کردے اور میں تم میں سے ایک آدمی ہوں۔تمہاری بہبود مجھے عزیز اور تمہاری تکلیف مجھے شاق ہے اور میں اس امانت اور ذمہ داری کے لیے تمہارے سامنے جواب دہ ہوں۔“

پھر آپ نے اس خطبے کے اعلان کو کس صداقت کے ساتھ نبھایا، اس کی پوری خلافتی تاریخ ان کی گواہ ہے لوگ بڑے دھڑلے کے ساتھ بلا جھجک ان کے سامنے اپنی شکایتیں پیش کرتے اور آپ نے اپنی خلافت کے دوران بڑے کھلے دل کے ساتھ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے تنقید کے لیے پیش کیا ایسے کئی واقعات ہیں۔ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ مسجد سے نکلے کہ جارود عبدی نامی آپ کے ساتھ تھے۔ چند قدم ہی آپ چلے ہوں گے۔ایک خاتون نے آپ کے سامنے آکر بڑے تلخ لہجے میں آپ کو سلام کیا اور بڑی بے خوفی کے ساتھ بولیں بلکہ آپ پر برس پڑیں۔اس نے کہا:

”اے عمر تم پر افسوس ہے۔میں نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا کہ تم عمیر عمیر کہلاتے تھے اور لٹھیا لیے دن بھر عکاظ میں بکریاں چراتے پھرتے تھے۔اس کے بعد میں نے تمہارا وہ زمانہ بھی دیکھا جب تم عمر کہلانے لگے اور اب یہ زمانہ بھی دیکھ رہی ہوں کہ امیر المؤمنین بنے پھر رہے ہو، رعایا کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ جو اللہ تعالیٰ کی وعید سے ڈرے گا وہ آخرت کے بعید عالم کو اپنے آپ کے قریب پائے گا اور جس کو موت کا ڈر ہوگا وہ ہمیشہ اس فکر میں رہے گا کہ اللہ کی دی ہوئی کوئی فرصت رائیگاں نہ ہونے پائے۔جارود نے یہ تقریر سننے کے بعد اس خاتون سے کہا کہ آپ نے امیر المؤمنین سے بڑی زیادتی کی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جارود سے مخاطب ہوکر جواب میں فرمایا کہ یہ جو کچھ کہنا چاہتی ہے انھیں کہنے دو۔تمہیں شاید علم نہیں کہ یہ خولہ بنت حکیم ہیں ان کی بات تو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی تو عمر کی کیا ہستی ہے کہ ان کی بات کو نہ سنے۔

ان خاتون کے بارے میں کتابوں میں ملتا ہے کہ ان کے شوہر نے انہیں جاہلیت کے طریقے جسے ظہار کہا جاتا ہے طلاق دے دی تھی انھوں نے اللہ اور اللہ کے رسول سے اس کا شکوہ کیا اور سورہ مجادلہ میں اس کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شکایت سنی اور کفارۂ ظہار کا حکم نازل فرمایا۔(اسلامی ریاست، امین حسن اصلاحی، ص ۱۵۴)

ہے اعتبار پاس وفا ان کی زندگی
شیخین سا جہاں میں کوئی معتبر کہاں

(نوٹ: اوپر تحریر کی گئیں تمام احادیث ازالۃ الخفاء سے لی گئی ہیں۔)

مناجات

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ

ہوا ہوں حُبِّ دنیا سے میں اب بیزار یااللہ
تلاطم میں سفینہ ہے کر اس کو پار یااللہ
گناہوں کے سبب میں مبتلا خوابِ غفلت ہوں
نگاہِ لطف سے اپنی تو کر بیدار یااللہ
ترے محبوب کی امت میں آئے ہیں کئی فتنے
غضب سے کر فنا ان کو میرے قہار یااللہ
تمنا ہے تو اتنی ہے کہ پہنچا دے مدینہ میں

☆☆☆

نعت

شبِ وصل آئی نداء کملی والے
فلک پر کہا حق نے ''آ کملی والے''
سرِ عرش پہنچے حبیبِ خدا جب
ہوئی چار سو ''مرحبا! کملی والے''

☆☆☆

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ

اُن کی چشمِ عنایت ہوئی مُلتَفِت
مجھ سے عاصی کو ان کا پیام آ گیا
عمر بھر کے ترستے ہوئے رِند کو
بادۂ عشق و مستی کا جام آ گیا

مدتوں بعد اذنِ حضوری ملا
میری قسمت کا تارا گیا اَوج پر
کچھ گناہوں کو آنسو بہا لے گئے
کچھ میرا جذبِ صادق بھی کام آ گیا

صحنِ مسجد بنا جلوہ گاہِ نبی
دست بوسی کا اعزاز بخشا گیا
ایک ذرہ بنا رشکِ شمس و قمر
بادشاہوں کی صف میں غلام آ گیا

مُہر بہ لب، دل پُرجنوں
اور آنکھیں بھی حیرت کی تصویر تھیں
یوں ہوئے محوِ دیدار ہم دوستو
راہِ الفت میں یہ بھی مقام آ گیا

میرے کام و دہن کو حلاوت ملی
آنکھیں روشن ہوئیں ، دل مسرور ہے
روح مخمور ہے ، بخت بیدار ہے
میرے لب پہ محمد کا نام آ گیا

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

تھک ہار کے بیٹھے ہیں جو چپ سادھ کے سارے
اس عرصۂ محشر میں کوئی کس کو پکارے

مقتل میں کھڑا ہوں میں ہتھیلی پہ رکھے سر
بندھن سبھی توڑے ہیں سبھی چھوڑے سہارے

ساحل پہ کھڑے لوگ بھی محفوظ کہاں ہیں
طوفان وہ آتا ہے کہ ڈوبیں گے کنارے

بستی میں نہیں کوئی بھی شبلی کا مقلد
پتھر نہیں منصور کو اک پھول ہی مارے

میں سر میں لیے شوق کا سودا جو کھڑا ہوں
ہیں سنگ بدستوں کے میری سمت اشارے

کوئی ایک تو ایسا ہو کہ ظلمت سے نکالے
انسان کو انسان کی سولی سے اُتارے

خالدؔ میں کہوں کیا کہ ہوئی تنگ زمیں اب
ہر شخص ہے سہا ہوا اب خوف کے مارے

گرفت

عبدالمنان معاویہ

بعض مرتبہ کسی شخص کو سخاوت کرتا دیکھ لیں تو فوراً حاتم طائی یاد آ جاتے ہیں۔ اور اگر کسی شخص کو بے دردی سے جانور ذبح کرتے دیکھ لیں تو بے دردی سے انسان ذبح کرنے والے صلیبی جنگوں کے عیسائی نائٹ اور ٹمپلر چنگیز خاں، ہلاکو خاں یاد آ جاتے ہیں ویسے آج کل ان کی روحانی اولاد نئے دور کے نئے تقاضوں کے تحت خودکش حملہ کر کے بے گناہوں اور معصوم بچوں کو ابدی نیند سلا کر اپنے روحانی آباء کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ لیکن ہمیں ہارون الرشید صاحب کا کالم بعنوان ''قرآن میں صاف لکھا تھا'' پڑھ کر لارڈ میکالے یاد آ گیا۔

لارڈ میکالے نے جس مقصد اور سوچ کے تحت نصاب تعلیم مرتب کیا تھا کہ پڑھنے والے نام کے مسلم اور کام کے لارڈ میکالے کے خانوادہ سے ہوں گے نجانے کیوں لگتا ہے کہ ہارون الرشید بھی اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور لارڈ میکالے کی محنت انھی کی شکلوں میں رنگ لائی۔ کسی نے کیا خوب کہا

جب مسیحا دشمنِ جاں ہو تو کب ہو زندگی؟
کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

یا پھر ہم خود کو یہ کہنے پر مجبور پاتے ہیں

ہوئے تم دوست جس کے
دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

بہر کیف ہارون الرشید صاحب کے کالم پر چند گزارشات ہماری بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اور پھر انصاف......

ہارون الرشید صاحب آغازِ تحریر یوں کرتے ہیں کہ

''مغرب سے نہیں اسلام کو مسلمانوں سے خطرہ ہے، ریاکار ملا اور مقلد سیکولر سے، تقلید سے، عقیدت سے جہالت سے......''

جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ

خطرہ ہے زرداروں کو
قوم کے غداروں کو
خطرے میں اسلام نہیں

اسلام کو نہ تو مغرب سے خطرہ ہے اور نہ ہی ریاکار ملا اور مقلد سیکولر سے، افراط و تفریط کے مارے اپنی اخروی زندگی کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

جہاں تک بات تقلید کی ہے ساڑھے بارہ صدیوں سے مسلمان ائمہ اربعہ کی تقلید کر رہے ہیں اور ان مقلدین ہی کی وجہ سے اسلام چہار دانگ عالم پھیلا، نہ جانے آج کیسے ان مقلدین سے اسلام کو خطرات لاحق ہو گئے۔ اسلام کو نہیں اہلِ اسلام کو خطرہ غیر مقلدیت سے ہے کہ آج مکتبۂ فکر علماء دیوبند، علماء بریلوی اور علماء اہل حدیث کے جیدا کابر علماء یہ فتویٰ صادر فرما چکے ہیں کہ اسلام میں خودکش حملے کا تصور نہیں اور یہ حرام ہیں ایسا کرنے والا ابدی جہنم خرید رہا ہے۔ لیکن خودکش حملہ آور کسی کی نہیں سن رہے تو معلوم ہوا کہ بات عقیدت سے خطرات کے لاحق ہونے کی، تو یہ بات ہماری سمجھ سے تو بالا ہے کہ عقیدت سے خطرات کیسے ہو سکتے ہیں۔ نفرت سے تو خطرات ہوتے ہیں لیکن عقیدت سے بھی خطرات وقوع پذیر ہونے لگ گئے۔ کوئی جائے تو کہاں جائے۔ اسلام کو تو کسی سے بھی خطرہ نہیں لیکن مسلمانوں کو جہالت سے اور لارڈ میکالے کے روحانی جانشینوں سے خطرہ ضرور ہے۔

ہارون الرشید صاحب کی مزید سنیے فرماتے ہیں:

''قائداعظم نے احمدی ظفراللہ خاں کو وزیر خارجہ مقرر کیا تھا اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے گوارا کیا لیکن آج کتنے اور مسلمان ایسے کسی فیصلے کی تاب لا سکتے ہیں؟''

اے کاش! ہارون الرشید صاحب مذہبی معاملات کو بالائے طاق رکھ کر ظفراللہ خاں اور اس کی پارٹی کی پاکستان کے خلاف سرگرمیوں پر نظر ڈال کر ہی یہ عبارت تحریر کرنے سے گریز کرتے۔ لیکن مولوی کی دشمنی میں انھیں کچھ نظر نہیں آتا، آن دی ریکارڈ باتیں حاضر خدمت ہیں۔

۱۔ ظفراللہ خاں نے خفیہ اسرائیل کے دورے کیے اور اس کوشش میں رہا کہ پاکستان اسرائیل کو تسلیم کر لے۔

۲۔ ظفراللہ خاں نے قائد محترم کی نماز جنازہ ادا نہیں کی بلکہ دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ کھڑا رہا۔

۳۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں وفاقی وزیر خارجہ یعقوب علی خاں امریکہ کے دورے پر تشریف لے گئے تو امریکیوں نے کہا کہ پاکستان نے ایٹمی پلانٹ بنا لیا اور اب ایٹم بم بنانے میں مصروف کار ہے۔ یعقوب علی خاں فرماتے ہیں میں انکار کرتا رہا تو انھوں نے ایٹمی پلانٹ کا ماڈل میرے سامنے رکھا تو گھبراہٹ میں میں نے پیچھے دیکھا تو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کھڑا مسکرا رہا تھا۔

۴۔ تل ابیب میں احمدیوں کا مرکز اب بھی خلافِ اسلام و اسلامی ممالک سرگرمیوں میں مصروف ہے اور ۶۰۰ احمدی اسرائیلی فوج سے باقاعدہ تربیت حاصل کرتے رہے۔

کیا محبانِ وطن اب بھی ایسے لوگوں کو برداشت کریں۔ کیا عشق کے باب میں سب قصور ہمارے نکلتے ہیں اور وہ کچھ نہیں کرتے۔

ہارون الرشید تحریر فرما ہیں:

''امریکی ہم سے نفرت کرتے ہیں تو کیا ہم ان سے نفرت نہیں کرتے؟''

وہ ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ اور ہم ان سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ہی اس عبارت کا

جواب ہے۔

ہارون الرشید تحریر فرماہیں:

''۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو بے گناہ امریکی شہریوں کے قتل عام پر ہم نے جشن منایا جب مصیبت گلے پڑ گئی تو احمقانہ تجزیوں پر ہم یقین کرنے لگے کہ جڑواں میناروں کو خود امریکیوں نے تباہ کیا تا کہ مسلمانوں کا خون بہائیں۔''

ہمیں تو اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کیونکہ اس دن چار ہزار یہودی چھٹی پر تھے اتنی بڑی تعداد ایک ہی کیمونٹی کی رخصت پر کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ امریکی و اسرائیلی سازش تھی۔

میاں محمد نواز شریف صاحب کی وکالت میں ہارون الرشید صاحب تحریر فرماہیں:

''میاں محمد نواز شریف نے جب لاہور میں قادیانیوں کے قتل عام پر احتجاج کیا تو زبان کی ذراسی لغزش کو ہم نے مسئلہ بنالیا۔''

قتل عام کسی کا ہو مسلم کا یا غیر مسلم کا، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ قادیانیوں پر خودکش حملے کی مذمت دینی جماعتوں نے بھی کی۔ لیکن زبان کی ذراسی لغزش کے بغیر، میاں صاحب سے یہ لغزش پہلی بار نہیں ہوئی بلکہ پہلے بھی کئی بار یہ ''گناہِ بےلذت'' ان سے سرزد ہو چکا ہے۔ جس کی تفصیل روزنامہ جنگ ہی میں آچکی ہے۔ اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ زبان کی ذراسی لغزش سے ہی انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ زبان کی ذراسی لغزش سے ہی ہنستے، بستے گھر منٹوں میں اور سیکنڈوں میں اجڑ جاتے ہیں۔

آگے ہارون الرشید صاحب تحریر فرماہیں:

''جب میں نے میاں نواز شریف اور فوزیہ وہاب کا دفاع کیا تو مجھے گالیاں دی گئیں۔ ہمارے مذہبی طبقات کے پاس اس کے سوا کوئی اندوختہ ہی نہیں۔''

اپنے اپنے نصیبے کی بات ہے کوئی اسلام کا دفاع کرتا ہے کوئی تحفظ ناموسِ رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا دفاع کرتا ہے کوئی اصحاب رسول و اہل بیت رسول کے ناموس کا دفاع کر رہا ہے لیکن ان سب کو تو سبق حضرت عبدالمطلب والا پڑھایا جاتا ہے۔ لیکن آج کے سیاست دانوں کا دفاع کرنا ہارون الرشید صاحب کے نزدیک لازم ٹھہرا۔ لیکن ہارون رشید صاحب سے کون پوچھ سکتا ہے کہ آخر آنجناب کو ان حضرات کے دفاع کی ضرورت کیا پڑی ان کی مضبوط پارٹیاں ہیں لیکن شاید کوئی اندرونی معاملہ ہو۔

ہارون صاحب لکھتے ہیں:

''ان علماء سے ملنا جلنا اب میں نے ترک کر دیا جو شیعوں کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔''

حمد باری تعالیٰ کہ دیر سے سہی عقل آ تو گئی۔ لیکن اگر ان علماء کے اسماء گرامی بھی درج کر دیے جاتے تو زیادہ مناسب تھا کہ عوام کو ان شدت پسندوں کا علم ہو جاتا۔

ہارون الرشید صاحب لکھتے ہیں:

''۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ہنگامے میں مسلمان علماء نے شیعہ اکثریت کے شہر لکھنؤ پر قبضہ کر لیا اور المناک داستانیں رقم کیں۔''

یہ ہارون الرشید صاحب کی لفاظی سے حقائق مسخ کرنے کی ایک کوشش ہے ورنہ حقیقت اس کے برعکس ہے چند اشارے کیے دیتا ہوں۔

امیر تیمور لنگ، شاہ اسماعیل صفوی نے کیا المناک داستانیں رقم نہیں کیں۔ مؤخر الذکر کا حال ''تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر براؤن'' میں ملاحظہ فرمالیں اور ماضی قریب میں ایران کے بانی انقلاب نے ہزاروں سنی فوجیوں، کرنلوں اور افسروں کو تہ تیغ نہیں کیا۔ ہزاروں علماء دین کو شہید اور سینکڑوں کو پابندِ سلاسل کیا گیا اس وقت قید کیے گئے ایک سنی عالم دین کو دو اڑھائی سال قبل رہا کیا گیا۔ یہ المناک داستانیں نہیں؟ پاکستان میں ہمسایہ ملک کے تعاون سے چلنے والی بعض تنظیمیں دہشت گردی میں ملوث ہیں کیا یہ داستانِ محبت ہے؟

ہارون الرشید صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''کوئی اس سوال کا جواب دے کہ اسامہ بن لادن کو بے گناہ امریکی شہریوں کو قتل کرنے کا حق کس نے دیا تھا......''

امریکی امریکہ میں بیٹھ کر ساری دنیا پر نظر رکھے ہوئے ہیں لیکن نہتے لوگ وہاں پہنچ کر ان کے ٹریڈ سنٹر کو تباہ کر دیتے ہیں کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے؟ لیکن اس سے ہٹ کر ہارون الرشید صاحب بتائیں کہ عراق پر حملہ کر کے خون کو پانی کی طرح بہانے کا حق امریکیوں کو کس نے دیا؟ جاپان پر ایٹم بم گرانے کا حق امریکہ کو کس نے دیا تھا؟

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

ہارون الرشید صاحب کے کالم میں سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۹ غلط لکھی ہوئی ہے اور آخر میں سورۃ سحر لکھا ہوا ہے جو کہ اصل میں سورہ الدھر ہے۔ ہم اپنی بات کو قرآن کریم کی آیت مبارکہ جو ہارون الرشید بھی درج کرتے ہیں پر ختم کرتے ہیں کہ ''کسی قوم کی دشمنی تمہیں زیادتی پر آمادہ نہ کرے''

ہارون الرشید کو چاہیے کہ بغضِ علما میں اتنا آگے نہ نکلیں کہ واپسی کے راستے مسدود ہو کر رہ جائیں۔

آغا شورش کاشمیریؒ: ایک عہد ساز شخصیت

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

آغا شورش کاشمیری ایک مجموعہ صفات شخصیت تھے۔ صحافت، شعر و ادب، خطابت و سیاست ان چاروں شعبوں کے وہ شہسوار تھے۔ اشعار و ادبی تراکیب کا استعمال وہ اس طرح کرتے تھے کہ انگوٹھی میں نگینہ جڑتے محسوس ہوتے تھے۔ فصیح و بلیغ اتنے کہ ان کے متعلق کہا جاسکتا ہے:

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا
دہلوی ہے داغ ، بنگالی نہیں

آغا شورش نے ایک متوسط گھرانہ میں جنم لیا اور بمشکل میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ زمانہ تعلیم میں روزنامہ ''زمیندار'' پڑھنے کا معمول تھا۔ جس کے نتیجے میں ان کا ادبی ذوق پختہ ہوگیا اور وہ مولانا ظفر علی خان مرحوم کے گرویدہ ہوگئے۔ صحافت اور ادب میں ان کا رنگ اختیار کیا۔ مولانا ظفر علی خان کی طرح آغا شورش بھی بدیہہ گوئی اور سیاسی نظمیں کہنے میں اتارو تھے۔ انھوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ابوالکلام آزادؒ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ خطابت میں وہ ان تینوں بزرگوں کا رنگ رکھتے تھے۔ ایک خطیب میں جن اوصاف کا ہونا ضروری ہے وہ ان میں بدرجۂ اَتم موجود تھے۔ وہ ان خطیبوں میں سے ایک تھے جن کی خطابت لوک داستانوں کی حیثیت اختیار کرگئی ہے۔ لوگ آج بھی آغا شورش کی خطابت کا تذکرہ کرتے اور سر دھنتے نظر آتے ہیں۔

آغا شورش نے اپنی عملی زندگی کا آغاز تحریک مسجد شہید گنج کے عوامی اجتماعات میں خطابت و صدارت سے کیا اور خوردسالی کی عمر میں حسین آگاہی چوک ملتان میں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے انگریز کے خلاف ایک زبردست تقریر کی جس کے نتیجے میں انھیں پولیس کے بے پناہ تشدد اور پھر قید و بند کی آزمائشوں کا نشانہ بننا پڑا لیکن ان کا یہ ذوقِ جنوں پختہ تر ہوتا چلا گیا۔

زنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی
اب سنگ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا

انگریزی دورِ حکومت میں تحریکِ آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں انھیں مجموعی طور پر دس سال قید و بند کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے اپنی قربانیوں کا تذکرہ درج ذیل اشعار میں کیا ہے۔

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا — جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
سرفروشوں کے لیے دار و رسن قائم تھے — خان زادوں کے لیے مفت کی جاگیریں تھیں
بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں — خونِ احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں
رہنماؤں کے لیے حکمِ زباں بندی تھا — جرمِ بے جرم کی پاداش میں تعزیریں تھیں
جانشینانِ کلایو تھے خداوندِ مجاز — سرِ توحید کی برطانوی تفسیریں تھیں
حیف اب وقت کے غدار بھی رستم ٹھہرے — اور زنداں کے سزاوار فقط ہم ٹھہرے

آغا شورش نے ۱۹۴۹ء میں ہفت روزہ ''چٹان'' کا اجراء کیا اور اسے بامِ عروج تک پہنچایا۔ ''چٹان'' ایک زمانہ میں مقبولِ عام پرچہ تھا اور لوگ اسے سیل پوائنٹ سے قطار میں لگ کر حاصل کیا کرتے تھے۔ حالاتِ حاضرہ پر ایک نظم، کتابوں پر تبصرہ، مختلف قلمی ناموں سے ادبی کالم آغا شورش خود لکھتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی کئی مضامین ان کے قلم سے نکلتے رہتے تھے۔ تحریر و تقریر کے ذریعے غلط کار حکمرانوں، سیاست دانوں کو ٹوکنا، جعلی علماء اور پیروں کا محاسبہ کرنا، قادیانیت کا سیاسی تعاقب کرنا اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنا ان کا دم آخر تک معمول رہا۔ اس حق گوئی کے نتیجے میں انھیں وقتاً فوقتاً جیل کا سامنا کرنا پڑا۔ صدر ایوب جیسے آمر کو انھوں نے ۴۵ دن کی بھوک ہڑتال کر کے ہلا دیا۔ آمر حکومت آخر کار ان کے سامنے جھکنے اور انھیں رہا کرنے پر مجبور ہوگئی۔ ''چٹان'' کا ڈیکلریشن کئی بار منسوخ کیا گیا لیکن انھوں نے کبھی نفع نقصان کی پروا نہیں کی۔

صدر ایوب کے دور کے خاتمہ پر انھوں نے ایک ''ساقی نامہ'' لکھا۔ جو ہر آمر کے سیاہ دور کی روداد ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

خبر آ گئی راج دھاری گئے — تماشا دکھا کر مداری گئے
شہنشہ گیا، نورتن بھی گئے — مصاحب اٹھے، ہم سخن بھی گئے
سیاست کو زیر و زبر کر گئے — اندھیرے اجالے سفر کر گئے
بری چیز تھے یا بھلی چیز تھے — معمہ تھے لیکن بڑی چیز تھے
کئی جانِ عالم کا مرکب بھی تھے — کئی ان میں اولادِ مرحب بھی تھے
کئی نغز گوئی کا سامان تھے — کئی میر صاحب کا دیوان تھے
انھیں فخر تھا ہم خداوند ہیں — تناور درختوں کے فرزند ہیں
یکے بعد دیگر اتارے گئے — اڑنگا لگا ہے تو مارے گئے
وزارت ملی تو خدا ہوگئے — ارے! مغبچے پارسا ہوگئے
یہاں دس برس تک عجب دور تھا — کہ اس مملکت کا خدا اور تھا

آغا شورش نے عالمی حالات کی تبدیلی میں سامراجی کردار کا بھی خوب تجزیہ کیا ہے۔ ان کی نظمیں قاری کو

سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ وہ ''چچا سام'' میں لکھتے ہیں:

اس کرۂ ارضی پہ علم تیرا گڑا
اور نام بڑا ہے
لیکن تری دانش ہے سیاست میں ابھی خام
افسوس چچا سام
ویتنام ترے طرفہ نوادر میں ہے شہ کار
گو اس کو پڑی مار
کچھ اور بھی کمزور ممالک ہیں تہ دام
افسوس چچا سام
دولت تری مشرق کے لیے خنجر قاتل
اقوام ہیں بسمل
ڈالر ترا ڈالر نہیں دشنام ہے دشنام
افسوس چچا سام

آغا شورش کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران انھوں نے اعلیٰ معیار کے بیسیوں جہادی ترانے تحریر کیے جو کہ ریڈیو پاکستان سے نشر ہو کر افواج پاکستان کے حوصلے بلند کرتے رہے۔ ان ترانوں اور نظموں کا مجموعہ بعد میں ''الجہاد والجہاد'' کے نام سے شائع ہوا۔

آغا شورش کاشمیری صحافت وسیاست میں بے ضمیر اور خوشامدی ٹولہ سے بہت بیزار رہتے تھے۔ اس گروہ کو وہ طنزاً ''انجمن ستائش باہمی'' کے نام سے پکارتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس ''انجمن ستائش باہمی'' کے ارکان نے آغا شورش سے خوفناک انتقام لیا ہے۔ ادب وصحافت کی تاریخ کی کتابیں آغا شورش کے تذکرہ سے اسی طرح خالی ہیں جس طرح خوشامدی ''ضمیر'' سے خالی ہوتے ہیں۔

آغا شورش نے قادیانیت کے خلاف محاذ سنبھالا اور قادیانیوں کی سیاسی سازشوں کا وہ تن تنہا ۱۹۳۵ء سے ۱۹۷۴ء تک قلع قمع کرنے میں مصروف رہے۔ کبھی وہ حکمرانوں کو متوجہ کرتے تھے تو کبھی تحریر وتقریر کے ذریعے عوام الناس کو بیدار کرتے تھے۔ وہ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ہم عصر اور بعض حوالوں سے ان سے سینئر تھے۔ انھوں نے جس خوبصورت انداز میں مولانا جالندھری کو قادیانی اندازِ ارتداد کی طرف متوجہ کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔

اسلام کا متوالا، پاکستان کا شیدائی، عقیدۂ ختم نبوت کا محافظ، خود فروشوں اور بے ضمیروں کا نقاد ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ رہے نام اللہ کا

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ایک نیک طینت آدمی کا نثری مرثیہ

سید یونس الحسنیؒ

میانہ قد وقامت، گلاب چہرہ......سفید شلوار قمیص میں ملبوس، حسنِ فطرت کا پیکر، حکمت وتدبر اس کا اوڑھنا بچھونا......بڑوں میں بڑا عالم......نہایت ممتاز ومنفرد......چھوٹوں میں چھوٹا، ملائم ومعصوم......بہت ہی سچی بات ہے۔ وہ خلوتوں میں حقیقتوں کو تلاشتا تو جلوتوں میں فلاحِ امت تراشتا، صحن چمن میں نور کا ہالہ اور عرفان وآگہی کا ہمالہ......حُبِّ آل و اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مستنیر یعنی موجۂ عشقِ رسالت کا نخچیر......وہ بزمِ اہل دل کی شمع حبیب اور متلاشیانِ حق کے لیے کامل طبیب......اس مجموعۂ صفات کا نامِ نامی حافظ سید عطاء المنعم رحمۃ اللہ علیہ ہے (وہ سید ابومعاویہ ابوذر بخاری کے نام سے معروف تھے)......برصغیر پاک وہند کے جیّد عالم دین، شعلہ نوا خطیب اور جدوجہد آزادی کے جری رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند اکبر اور جانشین......خیر العلماء مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید اور مدرسہ خیر المدارس سے زیورِ علم وحکم سے سرفراز ہونے والی ہمہ جہت شخصیت۔ دیکھ کر زبان سے بے ساختہ نکلے:

”ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی“

وہ صرف متبحر عالم دین ہی نہ تھے بلکہ دنیا بھر کی سائنسی معلومات، ثقافتی اصطلاحات، تاریخی حالات وواقعات، جغرافیائی کیفیات وتفصیلات، عمرانی تشریحات وتصریحات قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ اور فن اسماء الرجال پر ان کی گہری نظر تھی......قدرت نے بلا کا حافظہ ودیعت کر رکھا تھا......کسی موضوع گفتگو پر حوالہ جات بڑی برجستگی سے پیش کرتے یہاں تک کہ کتاب، رسالہ یا اخبار کی تاریخ اشاعت، صفحہ اور سطر تک بتا دیتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی متنفس نہیں ٹُرت پھرت کتب خانہ ہے۔ اسلامی تاریخ کے گہرے پانیوں کی غواصی ان کا محبوب مشغلہ تھا تو تحقیق وجستجو کے نام پر تلبیسات کا انبار لگا کر لوگوں کو گمراہ کرنے والوں کا تعاقب ان کا نصب العین......جو شخص ملک سے کبھی باہر نہ گیا ہو اور وہ آپ کو گھر بیٹھے نو صدیاں پہلے اور آج کے ہسپانیہ کی سیر کرا دے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ہر دور میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں مشہور عمارات اور نامشہور مقامات میں نت نئے حک واضافہ سے آگاہ کر دے......جن کی ہمہ نوعی معلومات کا دریائے موّاج ناپیدا کنار ہو۔ اسے کس نام سے یاد کیا جا سکتا ہے......ظاہر ہے سید ابوذر بخاری ہی کہیں گے کہ ان سا کوئی اور دیکھنے کو نہیں ملا......تقریر کرے تو فصاحت وبلاغت کے دریا بہا دے۔ لاہور کے موچی دروازے میں۔ سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا جلسہ تھا......ہر مکتبِ فکر کے علماء اور ہر طبقہ ومشرب کے زعماء موجود تھے......سید ابوذر بخاریؒ تقریر کر رہے تھے۔

”عزیزانِ چمن! کامیاب وہ ہے جس نے اپنا مشن نہیں چھوڑا، جو حق کے لیے جان دے دے مگر غداروں، جفا کاروں سے روشناسی کے لیے قوم کو بروقت بیدار کر دے، جو نونہالانِ وطن کو حقیقت کی راہ سجھائے اور قومی معاشرہ کو تباہی سے بچانے کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ دے۔ جو تاجدارِ ختم نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی

شریعت، آخری بین الاقوامی اور بین الآفاقی قانون کے ساتھ مرتے دم تک غیر مشروط وابستگی رکھے۔
وہ کامیاب نہیں جو قوم کا خون بہادے، عزتیں لٹوادے، اموال تباہ کردے، جو اسلام کا نام لے کر جمہوریت، اشتراکیت، مارکس ازم اور فاشزم، یہودیت وسبائیت اور مرزائیت کے لیے چور دروازے کھولے اور اسلامی آئین میں تحریف ومنافقت کی نقب لگائے۔ ایسا شخص کائنات کا، مسلمانوں کا، اسلام کا اور اس ملک کا بدترین دشمن ہے۔''

ان جملوں پر بعض لوگ تلملا رہے تھے۔ ظاہراً کئی بڑی اور باطناً بہت چھوٹی جبینیں شکن آلود ہو رہی تھیں اور لبرل ازم کے دلدادگان پریشان حال تھے۔ مگر شاہ جی قدیم وجدید تقاضوں کے باوصف اسلام کی ابدی اور انمٹ سچائیوں کے ساتھ اپنی بے پناہ لگن کا برملا اظہار کر رہے تھے۔ لوگ انگشت بدنداں تھے کہ مولانا بھی ایسی گفتگو کر سکتے ہیں۔ انھیں کیا خبر...... یہ کوئی پروفیشنل مولوی یا پیر تو تھے نہیں کہ مالکونس اور بھیرویں میں الاپتے اور مسحور کن کیفیت پیدا کرتے...... وہ تو فرزندِ بطلِ حریت تھے جن کے اخلاص کی برکت اور رب العزت کی بے پایاں رحمت وعنایات کا اعجاز تھا کہ لوگ ورطۂ حیرت میں گم سم بیٹھے تھے۔ فخر السادات بول رہے تھے اور سامعین ہمہ تن گوش۔

''میرا وجدان گواہی دیتا ہے۔ میں انشراحِ صدر کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمان خوابِ غفلت سے نہ جاگا تو ذلیل و خوار ہوگا۔ اللہ کے وعدے کبھی ناکام نہیں ہو سکتے۔ اس کی پیش گوئیاں کبھی ناتمام نہیں رہتیں۔ اس کے پیغمبر کے ارشادات کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کی آیات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ قرآن کے ماننے والوں اور علمبرداروں کا کبھی بال بیکا نہیں ہو سکتا۔ باقی رہی موت، یہ اگر شکست کی دلیل ہے تو ہزاروں انبیاء شہید ہوگئے اور اپنا ایک امتی بھی پیدا نہ کر سکے تو معلوم ہوا کہ اقتدار کے سنگھاسن پر بیرونی حکومتوں کی سازشوں میں شریک ہو کر، سفارت خانوں سے حاصل کردہ سرمائے کو مانندِ آب بہا کر یا کوئی اور ناٹک رچا کر، برسرِ اقتدار آجانا حق کی علامت نہیں، کامیابی نہیں...... یہ وقتی سیاست کی شعبدہ بازی یا ایکٹروں کا کھیل ہے اور بس۔''

یہ تھا فکرِ بوذری کا نمونہ مشتے از خروارے۔

آیئے ان کی شاعری کا رخ کرتے ہیں۔ آج لوگ اپنے ناپسندیدہ افراد یا حکومتوں کے خلاف لکھتے اور شعر کہتے ہیں تو اسے مزاحمتی ادب کا نام دے دیتے ہیں۔ حالاں کہ یہ سراسر غلط ہے۔ مزاحمتی ادب تو وہ ہے جس کے ذریعے کسی قوم، معاشرے، حکومت، شخصیت یا سیاسی جماعت کے غلط افکار ونظریات کا بطلان کیا جائے، عوام الناس کو ان سے بچنے کی راہ دکھائی جائے، یا کسی ملمع ساز کے منافقانہ روپ کا سرِعام پوسٹ مارٹم کیا جائے تاکہ لوگ سچ اور جھوٹ، غلط اور صحیح کی پہچان کر سکیں۔ سید صاحب نے ہر ہر صنف میں طبع آزمائی کی مگر مزاحمت کا انداز قابلِ غور ہے:

میں اگر زیغِ تفکر کا گلہ کرتا ہوں — تم دلیلوں کے غبارے مجھے لا دیتے ہو
میرے معتوب سے ماحول کو مذہب کے عوض — کتنی تلبیس سے پیانِ وفا دیتے ہو
میں اگر حکمت و الہام کا دیتا ہوں سبق — تم اسے جہل کے پردوں میں چھپا دیتے ہو
الغرض دیں ہو، سیاست ہو، معیشت یا معاد — ساری دولت کو شکم پر ہی لٹا دیتے ہو
میں تو پھر ایک مؤثر پہ ہی رکھتا ہوں یقیں — تم فقط مادہ کو معبود بنا دیتے ہو
تم مساوات و اخوت کا امیں بن کر بھی — بغض و تفریق کا اک جال بچھا دیتے ہو

ایک اور نظم میں اُن کے عزم و ہمت اور فکر ونظر کو ملاحظہ فرمائیں:

پاپ الاؤ

فراشِ کہنہ الٹ دو، بساطِ نو کو بچھاؤ　　قدیم رسم ہے الفت، اسے نہ مٹاؤ
یہ فلسفہ کے فسانے، کوئی نہ سمجھے نہ جانے　　انھیں بنا کے حقیقت، انھی کے گیت نہ گاؤ
سمندِ فکر کو موڑو، توہمات کو چھوڑو　　بتِ غرور کو توڑو، جبینِ عجز جھکاؤ
گزر رہا ہے زمانہ، کرو نہ حیلہ بہانہ　　ہے فرصتوں کا خزانہ، یونہی نہ عمر گنواؤ
جو قصدِ منزلِ حق ہے تو پھر کتابِ مبیں کو　　ہجومِ تیرہ شبی میں چراغِ راہ بناؤ
یہی ہے درسِ اخوت، یہی پیامِ بقا ہے　　کہ آدمی کے ستم سے تم آدمی کو چھڑاؤ
یہی نشانِ ھدیٰ ہے یہی وصالِ خدا ہے　　بس اب اطاعت حق ہے جہانِ دل کو بساؤ
یہ میری ایک نصیحت ہے رہنمائے طریقت　　قدم قدم پہ فضیحت نہیں ہے میرا سبھاؤ
وہ چھٹ رہا ہے اندھیرا، مچل رہا ہے سویرا　　ثباتِ عزم و یقیں کا دیا تو اب نہ بجھاؤ
اٹھے گی نیک قیادت، گرے کا قصرِ ضلالت　　دبے گا شورِ بغاوت، بجھے گا پاپ الاؤ
بچھے گا تختِ خلافت چلے گا حکمِ امامت　　اٹھا کے حلف اطاعت نجاتِ اخروی پاؤ
وہ شب ڈھلکنے لگی ہے سحر ہمکنے لگی ہے　　خزاں دبکنے لگی ہے گلوں کا دل نہ کھاؤ
ہوا سنکنے لگی ہے کلی چٹکنے لگی ہے　　فضا مہکنے لگی ہے چمن کو بھول نہ جاؤ
یہ قادیانی لٹیرا، فرنگی گھاگ سپیرا　　نفاق جس کا پھریرا ہے ربوہ جس کا پڑاؤ

اٹھا دو اس کا یہ ڈیرا، یہ ارتداد بسیرا
لگا کے ایک ہی پھیرا اسے بھی کلمہ پڑھاؤ

بات طویل ہوجائے گی۔ سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اپنے علم وعمل، فکر ودانش، تقویٰ وتدیّن اور اپنی صلاحیتوں کے باوصف اپنے ہم عصروں میں سب سے منفرد اور ممتاز تھے۔ وہ تدبر وحکمت اور شعور ودانش کی بلندیوں پر فائز تھے۔ ۲۴/اکتوبر ۱۹۹۵ء کو وہ ہم سے جدا ہو کر عقبیٰ کے سفر کو روانہ ہوئے۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں۔ انھیں کھو کر ''قحط الرجال'' کی ترکیب سمجھ آتی ہے۔ سچ کہا کسی نے:

''مَوتُ العالِمِ موتُ العالَم''

دل سے ہوک سی اٹھتی ہے۔

کاش مرے جیون کے بدلے لوٹ سکیں وہ لوگ

مطبوعہ:
ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور، ۱۱/دسمبر ۱۹۹۶ء
ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان، ابوذر بخاری نمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء

جانشین امیر شریعت سے وابستہ چند یادیں

مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی رحمہ اللہ *

(مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون نومبر ۱۹۹۷ء میں تحریر کیا تھا جسے ان کی یاد میں قندِ مکرر کے طور پر شائع کیا جارہا ہے۔ مدیر)

ایک ملاقات میں برادرِ محترم سید محمد کفیل بخاری کو میں نے اپنے زمانۂ طالب علمی کی چند باتیں سنائیں۔ ان میں کوئی بات بھی نقیب شائع ہونے کے قابل نہ تھی لیکن پتہ نہیں پھر بھی وہ میرے سر کیوں ہو گئے کہ ان کو ”نقیب“ کے لیے قلم بند کر دو۔ ان کے حکم کی تعمیل میں مقصوداً ان میں سے صرف وہ باتیں قارئین ”نقیب“ کی خدمت میں پیش ہیں جو جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہیں۔

۱۔ جانشین امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے پہلی زیارت مجھے اس وقت ہوئی جب میں مدرسہ خدام القرآن میرے شاہ، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خاں میں اپنی تعلیم کے بالکل ابتدائی مراحل طے کر رہا تھا۔ یہ مدرسہ اگرچہ شہری آبادی سے کئی میل دور خالص دیہاتی آبادی میں تھا۔ وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا تھا۔ پکی سڑک ایک طرف سے چھے میل اور دوسری طرف سے تین میل دور تھی، اس پر بھی موٹر لاری اکا دکا ہی چلا کرتی تھی۔ وہاں سے زیادہ تر پیدل ہی مدرسہ پہنچنا ہوتا تھا۔ یا پھر صادق آباد شہر سے سالم تانگہ مدرسہ کے لیے کروانا ہوتا تھا۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ مکہ و مدینہ جانا آسان ہے، مدرسہ میرے شاہ پہنچنا مشکل ہے۔ لیکن اس کے باوجود مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دیوبند و تلمیذ شیخ العرب والعجم، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ) کے اخلاص اور انتھک شبانہ روز محنت اور طلبہ خصوصاً چھوٹی عمر کے طلبہ کی تعلیم و تربیت سے متعلق ان کی خاص مجتہدانہ مہارت و مساعی کی وجہ سے اس کی شہرت کراچی تا پشاور صرف اندرونِ ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک تک پہنچی ہوئی تھی۔ مکہ و مدینہ کے دو طالب علم تو خود میرے ہم درس تھے۔ حضرت مہتمم صاحب کی دعوت پر اور کچھ مدرسہ کی شہرت کے پیش نظر آئے دن عالم اسلام کی مایہ ناز اور عظیم شخصیات مدرسہ تشریف لاتی رہتی تھیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف (حضرت جی، امیر تبلیغی جماعت) حضرت مولانا عبدالغفور مدنی، حضرت مولانا محمد صادق (۱) مہتمم مظہر العلوم کھڈہ کراچی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا عبدالملک مدنی، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، حضرت مولانا حامد میاں (رحمہم اللہ) اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ، جیسے بزرگوں کی سب سے پہلے زیارت مجھے وہیں نصیب ہوئی۔ شیخ الاسلام مدنی، امام الہند ابوالکلام آزاد اور امیر شریعت (رحمہم اللہ) کی وفات کی خبریں بھی وہیں سنیں۔ ایوب خاں کا مارشلاء بھی وہیں دیکھا۔ احرار کی لال جیپ مع لاؤڈ سپیکر وہیں دیکھی۔

*انتقال ۳؍اگست ۲۰۱۰ء

سن وسال تو یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ میں قرآن مجید حفظ کر رہا تھا۔ عمر چھوٹی ہی تھی۔ سخت بخار میں مبتلا تھا۔ اپنے جھونپڑے نما کچے کمرے میں (جس کو وہاں کی زبان میں اس وقت ''سال'' کہا جاتا تھا۔ اب تو شاید وہاں کے لوگ بھی اس سے نا آشنا ہوگئے ہوں گے) لیٹا ہوا تھا کہ باہر لاؤڈ سپیکر پر کسی کے کچھ پڑھنے کی آواز کان میں پڑی۔ اس وقت تک مدرسہ میں کیا آس پاس ساری آبادی میں بجلی اور لاؤڈ سپیکر کا کوئی نام ونشان بھی نہ تھا۔ اس لیے ایسی آواز پر بچے تو بچے بڑے بھی اس کو ایک عجیب چیز سمجھ کر تماشا دیکھنے گھروں سے باہر آجایا کرتے تھے۔ میں بھی اسی حالت میں اپنی ''سال'' سے باہر نکل آیا تا کہ دیکھوں آواز کیا ہے اور کہاں سے آرہی ہے۔ دیکھا تو سامنے کیکر کے درخت کے نیچے ایک سرخ رنگ کی جیپ کھڑی تھی، اسی پر سپیکر لگا ہوا تھا۔ پڑھنے والا پنجابی زبان میں کچھ اشعار پڑھ رہا تھا۔ اور تو کچھ یاد نہیں صرف یہ یاد ہے کہ وہ کچھ اس قسم کے بول بول رہا تھا۔

''خواجہ، چھڈ ظفر اللہ نوں باز آجا''

بعد میں جب ہوش سنبھالا تو اندازہ ہوا کہ یہ خواجہ ناظم الدین کا زمانہ تھا اور اس سے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ آنجہانی کی برطرفی کا مطالبہ ہو رہا تھا۔ واللہ اعلم

صرف دینی شخصیات ہی مدرسہ میں نہ آتی تھیں بلکہ دنیوی اعتبار سے بڑی بڑی قد آور ہستیاں بھی آیا کرتی تھیں۔ جن میں سے اب صرف مخدوم غلام میراں شاہ مرحوم ہی یاد رہ گئے ہیں۔ یہ اپنے علاقے کے رئیسِ اعظم تھے۔ بادشاہوں اور نوابوں کا ساٹھاٹھ باٹھ تھا۔ جمال الدین نامی، شہر میں قلعہ نما ان کے محلات تو میں نے بھی دیکھے تھے۔ یہ اپنے علاقہ کے جہاں رئیس تھے وہاں پیر بھی تھے۔ بڑا ان کا رعب اور دبدبہ تھا۔ اکابر دیوبند سے اسی طرح بدگمان تھے جس طرح سُن سنا کر دوسرے لوگ۔ ہمارے مہتمم صاحب کی اللہ قبر منور کرے، ان پر حضرت مدنی کا ایسا رنگ چڑھا ہوا تھا کہ کسی بڑے سے بڑے دنیا دار سے وہ قطعاً مرعوب نہ ہوتے تھے۔ وہ مخدوم صاحب کو بھی اختلافِ مذاق کے باوجود مدرسہ لے آئے تھے۔ مدرسہ میں تو ان کی صرف زیارت ہی یاد ہے۔ ویسے حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے ان سے اپنی ایک ملاقات کا واقعہ طلبہ کے عام مجمع میں سنایا تھا۔ فرماتے تھے میں ایک دفعہ مخدوم صاحب کے ہاں گیا۔ ان کے ساتھ چل رہا تھا کہ پھولوں کی کیاری یا گملے کے پاس سے گزر ہوا۔ فرماتے تھے میں نے پھول دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

تو بوئے گل ہے اگر مثلِ گل ہیں اور نبی
تو نورِ شمس گر اور انبیاء ہیں شمس نہار

مخدوم صاحب شعر سن کر پھڑک اٹھے۔ پوچھنے لگے یہ کس نے کہا ہے؟ استادِ محترم حضرت مہتمم صاحب مرحوم فرماتے تھے میں نے بتایا کہ یہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بانی دار العلوم دیوبند نے کہا ہے۔ وہ اس شعر سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد ہی وہ مدرسہ تشریف لائے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اکابر دیوبند سے ان کی بدظنی ختم یا کم ہوگئی تھی۔ اس طرح حضرت مہتمم صاحب نے وہاں توحید کا نور پھیلایا اور اکابر دیوبند کو وہاں روشناس کرایا۔ جب کہ اس سے پہلے وہ علاقہ شرک کا گڑھ اور مشرک پیروں کا مرکز تھا۔ ہم نے تو اس کی وہ حالت دیکھی ہے۔ قارئین بھی

اس ایک واقعہ سے اس کا اندازہ لگائیں۔

حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے ہیں ہمیں یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تقریر کے لیے اس علاقہ کے ''کچا بھٹہ'' نامی ایک گاؤں میں تشریف لائے۔ تقریر کا اعلان ہوا تو پیروں فقیروں نے اپنے چیلوں کو بھڑکایا کہ یہ وہابی آرہا ہے اس کی تقریر یہاں نہیں ہونی چاہیے۔ لوگ ڈنڈے سوٹے اور کلہاڑیاں (کلہاڑی ہی اس دور میں اس علاقہ کی کلاشنکوف ہوتی تھی) لے کر گاؤں سے باہر آگئے کہ وہابی کو یہاں نہیں آنے دیں گے۔ حضرت شاہ صاحب مرحوم تشریف لائے۔ لوگوں نے مزاحمت کی کہ تم وہابی ہو۔ ہم تمہیں یہاں تقریر نہ کرنے دیں گے۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں وہابی ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ ہمارے بڑوں نے بتایا ہے۔ فرمایا قرآن کہتا ہے جب تمہیں کوئی بات کسی کے بارے میں پہنچے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو۔ سورۂ حجرات...... **یا ایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبا**...... آخر تک پڑھی۔ پھر فرمایا تم پر لازم ہے کہ میرے بارے میں تحقیق کرو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میں تقریر کرتا ہوں، تم سنو۔ اگر میں وہابی نکلا تو میں خود چلا جاؤں گا، تقریر نہیں کروں گا۔ لوگ اپنے ڈنڈے سونٹے اور کلہاڑیاں رکھ کر وہیں بیٹھ گئے کہ بات معقول ہے۔ آپ تقریر کریں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ وہابی ہیں یا کون؟ پھر کیا تھا؟ بلبل نے ریاضِ رسول میں چہکنا شروع کیا تو فضا مسحور ہوگئی۔ لوگوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ ڈنڈے سونٹے سب دھرے کے دھرے رہ گئے۔ کلہاڑیاں سب کند ہوگئیں، بخاری توحید کے نغمے سناتا رہا اور لوگ بے خود و بے سدھ سنتے رہے، جب شاہ جی رحمہ اللہ نے ''وآخر دعوٰنا'' کہا تو جو لوگ ڈنڈے سونٹے اور کلہاڑیاں لے کر آئے تھے انھی کا اصرار تھا کہ ''کچھ اور'' حضرت شاہ جی یہ فرماتے ہوئے رخصت ہوگئے کہ اور پھر کبھی۔

الغرض مدرسہ میں آئے دن ایسی شخصیات آتی رہتی تھیں۔ ایسے موقع پر کچھ تو آنے والوں کے اعزاز میں اور کچھ مدرسہ کے تعارف کے لیے مدرسہ کی مسجد میں طلبہ و اساتذہ کی ایک مجلس منعقد ہوتی، جس میں طلبہ اپنا پڑھا لکھا، آنے والے معزز مہمانوں کو سناتے اور گرامی قدر مہمان، طلبہ کو اپنے مواعظ و ملفوظات سے مستفید کرتے۔ ایسی ہی ایک مجلس کے لیے ایک دفعہ ہم مسجد پہنچے تو مہمانوں میں ایک نہایت ہی حسین و جمیل بالکل سیاہ داڑھی والے نوجوان کو بھی دیکھا۔ ان سے قرآن سنانے کی فرمائش کی گئی۔ انھوں نے سورۂ فرقان کا آخری رکوع ''**تبارک الذی جعل فی السماء بروجا**'' تلاوت فرمایا۔ اس واقعہ کو آج تقریباً چالیس سال ہونے کو ہیں، اس کی حلاوت و لذت، باوجودیکہ میں اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا۔ آج بھی محسوس کر رہا ہوں۔ دورانِ تلاوت ہی اپنے دائیں بائیں بیٹھے بعض بڑے طلبہ سے پوچھا کہ یہ قاری صاحب کون ہیں؟ پتہ چلا کہ یہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بڑے فرزند ارجمند مولانا سید عطاء اللہ المنعم صاحب ہیں۔ یہ ان کی سب سے پہلی زیارت تھی جو مجھے نصیب ہوئی اور چونکہ اس وقت میں بچوں کی صف کا طالب علم تھا اس لیے مسجد میں آتے اور پھر جاتے میں بس ان کی زیارت ہی نصیب ہوئی۔ اس سے زائد آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کا نہ شعور تھا نہ اہلیت اور نہ اجازت تھی۔

آگے بڑھنے سے پہلے مدرسہ کی ان مجلسوں کی مناسبت سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قارئین کو ایک قصہ اور بھی سناتا جاؤں۔

مدرسہ میں غالباً ڈیرہ غازی خاں کی طرف سے سرائیکی زبان کے ایک بوڑھے شاعر آیا کرتے تھے۔ اصل نام تو ان کا پتہ نہیں کیا تھا۔ پکارے ''شیرن خاں'' کے نام سے جاتے تھے۔ شاید اصل نام شیر محمد ہوگا۔ جب وہ مدرسہ آتے تو حضرت مہتمم صاحب، مسجد میں اساتذہ وطلبہ کو اس سے اشعار ضرور سنواتے۔ وہ اشعار ایسے پڑھتے جیسے کوئی حافظ منزل پڑھتا ہے۔ اساتذہ اور بڑے طلبہ تو ان کے اشعار سے مستفید ہوتے ہوں ہم چھوٹے بچے تو بس ان کی بے ساختگی، روانی، ان کے زیر و بم، تار چڑھاؤ، نیز سر، آنکھوں اور ہاتھوں کے اشاروں اور زاویوں سے ہی محظوظ ہوتے تھے۔ سادے اتنے تھے کہ ادھر پوری رفتار سے اشعار پر اشعار پڑھتے جاتے ادھر اسی رفتار سے اپنا تہبند بھی کستے، اوپر چڑھاتے اور سنبھالتے رہتے، ہنساتے بھی اور رلاتے بھی۔ ان کے اشعار یاد نہیں ان کی ادئیں یاد ہیں، ایک شعر جو وہ خود بھی تقریباً ہر دفعہ سنایا کرتے تھے اور حضرت مہتمم صاحب بھی بار بار ہم کو نصیحت کرتے وقت پڑھا کرتے تھے، البتہ یاد ہے۔ فرمایا کرتے تھے:

سخن والی تلوار مریساں پھٹ حیا کوں تھی سی
بے حیا ایہہ گالہیں سن سن پیا اکڑی سی

یعنی بات والی تلوار ماروں گا، حیا والے زخم کو لگے گا۔ بے حیا یہ باتیں سن سن کر اور اکڑے گا۔ ''پیا اکڑی سی'' کو پڑھتے وقت وہ خود اس کا عملی نمونہ بھی ایسے انداز سے پیش کرتے یعنی ایسے انداز سے اکڑتے کہ آج بھی ان کی اس اداکاری کا تصور کرتا ہوں تو بے ساختہ ہنسی آجاتی ہے۔

جن دنوں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی انھی دنوں میں اتفاق سے شیرن خاں بھی مدرسہ میں آدھمکے۔ حسبِ معمول اشعار سننے سنانے کی مجلس منعقد ہوئی۔ انھوں نے جہاں خاص اپنی سرائیکی کے اشعار سنائے وہاں حضرت امیر شریعت کی وفات کی مناسبت سے چند اشعار اردو میں بھی سنائے، جن میں ایک جگہ حضرت امیر شریعت کی وفات کا بھی ذکر تھا۔ میرے وہ سال مدرسہ میں آخری سال تھے۔ کچھ کچھ باتیں سمجھنے لگ گیا تھا۔ ان کے وہ اشعار یاد تو نہیں لیکن مجلس برخاست ہونے کے بعد اپنے کمرے میں جا کر اپنے حافظہ کی مدد سے میں نے ان میں سے چند اشعار لکھ لیے تھے۔ اس کی ضمانت قطعاً نہیں کہ میں نے وہ صحیح لکھے تھے بیاض میں صحیح غلط جیسے بھی لکھے ہوئے ہیں قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے ان میں سے چند اشعار یہاں نقل کرتا ہوں، حضرت شاہ جی کا نام تو شیرن خاں نے یقیناً لیا تھا یہ تو اچھی طرح یاد ہے لیکن کہاں اور کس طرح لیا تھا یاد نہیں رہا۔ شیرن خاں نے اپنی ''منزل'' یوں پڑھی تھی۔

آ کر جہاں میں لاکھ تونگر گزر گئے — صدہا مالدار و گداگر گزر گئے
پیغمبر اصل زندہ تو ظاہر گزر گئے — لافتاح تھا حیدر گزر گئے
سہراب، سام و رستم سے زور آور گزر گئے — جالینوس و لقمان سے برتر گزر گئے

جمشید شاہ دارا سکندر گزر گئے　　ہمایوں شاہ بابر اکبر گزر گئے
شاہجہاں ، جہانگیر ، نادر گزر گئے　　سامانِ عشق ساقی و ساغر گزر گئے
سعی، نظامی، جامی سے شاعر گزر گئے　　مالکِ زمین و مکان مسافر گزر گئے
پوچھو نہ کیونکر آئے کیونکر گزر گئے　　آئے جو اس جہاں میں آخر گزر گئے

اسی وزن پر کہیں انھوں نے یہ بھی پڑھا تھا کہ ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' گزر گئے۔ جس طرح میری بیاض میں لکھے ہوئے تھے جوں کے توں نقل کر دیے ہیں۔ شعر و شاعری کا مجھے نہ ذوق ہے نہ شعور، اس لیے ان کی نوک پلک کے نہ غلط ہونے کا پتہ ہے نہ صحیح کرنے کا طریقہ ہی آتا ہے۔ اگر کہیں غلطی ہو اور یقیناً ایک نہیں بہت غلطیاں ہوں گی وہ میری عقل اور نقل کا قصور ہے۔ شیرن خاں بہر حال بہت منجھا ہوا، زندہ دل اور مرنجان رنج شاعر ہی تھا۔ (حضرت امیر شریعت، شیرن خاں کو سرائیکی کا فردوسی کہا کرتے تھے)

۲۔　　دوسری بار جانشین امیر شریعت کی زیارت ملتان میں ہوئی۔ حضرت امیر شریعت کے دولت خانہ پر وہاں تک پہنچنے کا قصہ یہ ہے کہ میرے ایک استاد ہیں حضرت مولانا قاری فرید الدین صاحب مدظلہ۔ ملتان کے علاقہ کے حافظ محمد رفیع صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی محمد مطیع صاحب، ان کے شاگرد تھے۔ ان دونوں بھائیوں کے ایک تیسرے بھائی تھے جو ان دونوں سے بڑے تھے (ان کا نام اب ذہن سے اتر گیا ہے) وہ ملتان کی ایک مسجد میں خطیب اور اسی سے ملحق ایک مکتب کے مہتمم تھے۔ مسجد کا نام اب یاد نہیں رہا اتنا یاد ہے کہ مغلیہ طرزِ تعمیر کی تین گنبد والی مسجد تھی۔ اس کے آس پاس نرسریاں ہوتی تھیں اور کچھ فاصلے پر فوجی مشقی پریڈ گراؤنڈ ہوتا تھا۔ شہر سے کسی قدر کٹی ہوئی تھی۔ حافظ محمد رفیع اور مولوی محمد مطیع صاحبان ایک سال استاد محترم کو رمضان میں قرآن مجید سنانے یعنی تراویح پڑھانے کے لیے اپنے بڑے بھائی صاحب کی اس مسجد میں لے آئے۔ استاد محترم بطور سامع مجھے اپنی معیت کی سعادت بخشی۔ ملتان میں قیام کے دوران قرآن مجید سننے سنانے کے علاوہ بزرگوں کی زیارت کے پروگرام بھی بنتے رہتے تھے۔ ایک دن حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی زیارت کا پروگرام ٹھہرا مولوی محمد مطیع صاحب ہمارے رہبر تھے۔ بخاری دربار میں پہنچے، دستک دینے پر بیٹھک کا دروازہ کھلا تو بالکل سامنے ہی ایک جیم شحیم بھاری بھرکم ملنگ نما ہستی تشریف فرما نظر آئی۔ ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھیاں اور زلفوں کی کندھوں سے اٹھکیلیاں، میرے ذہن میں حضرت امیر شریعت کی شکل و صورت کا جو خاکہ تھا یہ ملنگ صاحب چونکہ اس پر فٹ نہ آ رہے تھے اس لیے میں نے دروازے میں قدم رکھتے ہی مولوی محمد مطیع صاحب سے سرگوشی کے انداز میں بڑی حیرت واستعجاب سے پوچھا ''کیا عطاء اللہ شاہ بخاری یہ ہیں؟'' انھوں نے مجھے کہا چپ رہو، شاہ صاحب یہ نہیں ہیں۔ ان ملنگ صاحب کو جانتے وہ بھی نہ تھے۔ تھوڑی دیر میں حضرت شاہ جی رحمہ اللہ اندر سے تشریف لائے۔ ہم نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا چونکہ بیمار تھے اس لیے ہم سے معذرت کر کے چارپائی پر لیٹ گئے۔ پاؤں حضرت شاہ صاحب کے دروازے کی طرف تھے اور چہرۂ انور ان ملنگ صاحب کی طرف۔ جب ان دونوں بزرگوں کی آپس میں گفتگو شروع ہوئی تو راز کھلا کہ یہ صاحب جن کو میں ملنگ سمجھے بیٹھا تھا ملنگ نہیں ہیں بلکہ حضرت شاہ جی کے رزم و بزم

کے پرانے ساتھی، برصغیر کے مایہ ناز شاعر، قافلۂ حریت کے ایک جاں باز وجاں نثار سپاہی ۔آزادی ہند کے ایک ممتاز حدی خواں جناب علامہ انور صابری ہیں ۔ جو انڈیا سے شاہ جی کو ملنے آئے ہیں ۔ جہاں شاہ جی اپنی تقریروں کا جادو جگایا کرتے تھے وہاں یہ اپنے اشعار سے مجمعوں کو گرمایا کرتے تھے۔ان کا نام چونکہ میں نے پہلے سنا ہوا تھا۔ بلکہ ان کی آواز اور لب ولہجہ سے بھی کسی قدر آشنا تھا اس لیے شاہ جی کے ساتھ ان کی زیارت بھی ہو کر ہماری خوشی دو چند ہوگئی۔ان کے نام سے تو اس طرح واقف تھا کہ ان کی '' بھول گئے'' قافیے والی نظم کئی بار سن چکا تھا۔ بلکہ اس کے اکثر اشعار یاد تھے اور بڑے مزے لے لے کر میں پڑھا کرتا تھا۔صادق آباد کے ایک مستری محمد صدیق صاحب احراری (۲) ہوتے تھے، وہ میرے والد صاحب کے اور ان کے بیٹے خود میرے دوست ہوتے تھے۔ یہ مستری صاحب نعت خوانی بھی کیا کرتے تھے۔ مدرسہ میرے شاہ میں ان کا اکثر آنا جانا رہتا تھا، کبھی طلبہ کی فرمائش پر اور کبھی عام جلسوں مجمعوں میں یہ شعراء کا کلام سناتے رہتے تھے اور بڑی خوش آوازی سے پڑھتے تھے۔ان سے ہی کئی دفعہ انور صابری کا یہ کلام بھی سنا تھا۔انھی سے بار بار سن کر کچھ یاد بھی ہو گیا تھا اور اپنی یاد سے ہی اس کے کافی اشعار اپنی بیاض میں لکھ بھی لیے تھے جن میں سے چند الٹے سیدھے بیاض کے مطابق پیش خدمت ہیں۔

جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے　　دنیا کی کہانی یاد رہی اپنا فسانہ بھول گئے
اغیار کا جادو چل بھی چکا ہم ایک تماشا بن بھی گئے　　دنیا کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور　　جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے
دنیا کا گھر آباد کیا عقبیٰ کا مگر برباد کیا　　مشکل میں خدا کو یاد کیا مشکل ہوئی آساں تو بھول گئے
منہ تو دیکھ لیا آئینے میں داغ نہ دیکھا سینے میں　　جی ایسا لگایا جینے میں کہ مرنے کو مسلماں بھول گئے

ان اشعار کو نقل کرنے میں بھی شیرن خاں کے اشعار کی طرح غلطیاں ہوئی ہوں گی۔ کچھ عرصہ ہوا کہ کسی رسالہ میں یہ اشعار اپنی اصلی حالت میں چھپے ہوئے بھی نظروں سے گزرے تھے، میں تصحیح اس لیے نہیں کر رہا کہ میں جس دور کی یہ باتیں کر رہا ہوں، چاہتا ہوں کہ وہ اصلی شکل میں قارئین کے سامنے پیش ہوں۔اور علامہ انور صابری کی آواز سے آشنا اس طرح تھا کہ ہمارے مدرسہ میرے شاہ کے حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے حالات سے باخبر رہنے اور روز کی روز تازہ بہ تازہ خبریں سننے کے لیے ایک ریڈیو رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ اخبار اس دیہاتی ماحول میں کبھی کبھار ہی دستیاب ہوتا تھا اور وہ بھی زیادہ تر پرانا۔اس وقت تک وہاں بجلی نہ آئی تھی اور ریڈیو غالباً بیٹری سے ہی چلتا تھا۔ ہفتہ میں ایک دن، عشاء کے بعد ریڈیو مصر سے تلاوت قرآن مجید نشر ہوتی تھی (اب تو سنا ہے کہ مصر نے ایک مستقل اسٹیشن ہی تلاوت کے لیے بنا دیا ہے جہاں سے ۲۴ گھنٹے قرآن نشر ہوتا رہتا ہے۔ واللہ اعلم) تلاوت والے دن طلبہ کو بھی حضرت مہتمم صاحب کے کمرے میں جا کر تلاوت سننے کی اجازت ہوتی تھی اور میں اکثر جایا کرتا تھا۔ایک دن اسٹیشن سیٹ کرتے کرتے ایک ایسا اسٹیشن لگ گیا جس پر کوئی مشاعرہ نشر ہو رہا تھا۔حضرت مہتمم صاحب وہاں کچھ دیر کے لیے رکے۔اس کے شاعروں میں ایک نام علامہ انور صابری صاحب کا بھی تھا۔ان کا کلام سنا۔

قصہ کوتاہ یہ کہ گئے تھے ایک شاہ جی کی زیارت کے لیے اللہ نے دو بزرگوں کی زیارت کرادی۔ اسی مجلس میں ''حافظ جی'' یعنی حضرت مولانا سید عطاء المنعم رحمہ اللہ کی بھی زیارت ہوئی۔ وہ ہاتھ میں قلم و قرطاس لیے ان دونوں بزرگوں کی خاص خاص باتیں قلم بند کرنے کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ صابری صاحب نے اپنا بہت سا کلام وہاں سنایا۔ ایک نعت بھی سنائی تھی جواب تو اگرچہ عام ہوگئی ہے لیکن میں نے پہلی دفعہ خود صابری صاحب کی زبان سے بخاری دربار میں ہی سنی تھی۔ غالباً مطلع یہ تھا

سیرتِ یزداں صورتِ آدم
صلی اللہ علیہ وسلم

حافظے کا میں چونکہ بہت ہی کمزور ہوں اس لیے اس وقت سے لے کر اب تک اس نعت کا بس صرف یہی ایک شعر یاد چلا آرہا ہے۔ اگرچہ اب تو کئی دفعہ یہ نعت، پاکستانی نعت خوانوں سے سن بھی چکا ہوں لیکن یاد اب بھی بس یہی ایک شعر ہے۔ الغرض دوسری زیارت جانشینِ امیر شریعت (رحمہما اللہ) کی مجھے اس نورانی ماحول میں ہوئی۔ اس دفعہ بھی بات بس زیارت تک ہی رہی وہ بھی ضمنی۔

قیامِ ملتان کے دوران ہم نے اور بھی بہت کچھ دیکھا۔ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ کی مسجد سراجاں کی شبہائے رمضان کی رونق دیکھی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم (جو قاسم العلوم ملتان کے مہتمم تھے) وہ ایک مسجد میں فجر کی نماز کے بعد درسِ قرآن دیا کرتے تھے، ان کا وہ درس سنا۔ قلعہ کے مزاروں پر شرک صریح ہوتا بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک ملنگ کو نماز والا پورا سجدہ، مزار کو کرتے دیکھا۔ بالکل یہی شرک حضرت نظام الدین اولیا بستی نظام الدین دہلی (انڈیا) کے مزار پر بھی ہوتے دیکھا۔ منگھو پیر کراچی کے مزار پر تو مجھے اتنی وحشت ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا، اس لیے وہاں تو سکون سے فاتحہ بھی نہ پڑھ سکا۔ یہ عقدہ ابھی تک نہیں کھل سکا کہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کی زیارت اس دوران کیسے رہ گئی؟ شاید وہ ملتان سے باہر ہوں، ایک اور بزرگ تھے نام ان کا غالباً حضرت مولانا عبدالمالک یا عبدالملک تھا۔ ان کی زیارت کو بھی گئے۔ انھوں نے میرے استادِ محترم جناب قاری فریدالدین صاحب کو ایک کتاب دی، اس میں کوئی عربی عبارت تھی، غالباً ازراہِ تواضع فرمایا کہ اس پر مجھے اعراب لگادیں تاکہ میں آسانی سے پڑھ سکوں۔

جب ہم ملتان پہنچے تھے تو اسی مسجد میں جس میں ہم نے قرآن مجید سننا سنانا تھا اتفاق سے دو بزرگ قیام پذیر تھے۔ ایک حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب جو داعیِ کبیر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ (بانی تبلیغی جماعت) کے ملنے والوں میں سے تھے اور ان کے زمانہ سے ہی تبلیغی کام سے وابستہ تھے اور دوسرے ان کے چھوٹے بھائی جن کا نام اب یاد نہیں رہا۔ ہمارے وہاں پہنچنے کے بعد بھی چونکہ یہ دونوں بزرگ دس بارہ دن وہاں تشریف فرما رہے اس لیے ان کی خدمت میں بیٹھنے اور ان سے مستفید ہونے کا کافی موقع ملا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ عجیب ہنس مکھ مزاج کے آدمی تھے۔ ہنستے ہنساتے اور چٹکلوں نیز چٹکیوں میں ہی

حکمت و دانائی کی بڑی بڑی باتیں کر جایا کرتے تھے۔ ان کی مجلس جہاں وعظ و تبلیغ اور رشد و ہدایت کی ہوتی تھی وہاں باغ و بہار بھی ہوتی تھی۔ چند چٹکلے ان مجلسوں کے مجھے بھی یاد رہ گئے ہیں چاہتا ہوں کہ اپنے قارئین کو بھی سناتا جاؤں۔

ایک دن مجھ سے فرمانے لگے ''تمھیں الف، بے، تے، ثے، آتی ہے؟'' میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا ذرا سناؤ۔ میں نے سنانا شروع کیا جب ''دال'' پر پہنچا تو فرمایا کون سی دال؟ ماش کی، مسور کی، چنے کی؟ میں پریشان ہو گیا کہ ان میں سے تو یہ کوئی بھی نہیں ہے۔ مجھے پریشان دیکھا تو فرمایا کہو لکھنے پڑھنے والی ''د'' پھر فرمایا! اچھا بتاؤ تم گندا کام تو نہیں کیا کرتے؟ میں نے خلافِ واقعہ کہہ دیا کہ ''نہیں'' فرمایا کیا پیشاب، پاخانہ نہیں کیا کرتے؟ میں پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گیا کہ اب تو چوری پکڑی گئی اور جھوٹ بھی ثابت ہو گیا۔ فرمایا کہو وہ تو میں اپنے سے گندگی دور کیا کرتا ہوں گندا کام تھوڑا کیا کرتا ہوں۔'' ایک دن فرمایا تمہاری شادی ہوئی ہے؟ میں عرض کی کہ نہیں۔ فرمایا کیا مجھ سے مل کے تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟ میں نے کہا ہوئی ہے۔ فرمایا تو شادی کا معنی خوشی ہی تو ہے۔

ایک دفعہ فرمانے لگے اگر ہم تمہارے ہاں آئیں تو تم ہمیں کیا کھلاؤ گے؟ میں نے کہہ دیا جو آپ کھائیں گے۔ فرمایا شامی کباب کھلاؤ گے؟ میں چکرا گیا۔ کیونکہ بلا مبالغہ میں اس وقت تک شامی کباب سے واقف نہ تھا۔ نہ ان کی شکل دیکھی تھی نہ اس وقت تک کھایا تھا بلکہ شاید نام بھی آج پہلی دفعہ ہی سن رہا تھا۔ ملک شام کا نام میں جانتا تھا۔ میں یہ سمجھا کہ ''شامی کباب'' وہ ہوتے ہیں جو ملکِ شام سے منگوائے جاتے ہیں۔ اس لیے میں چکرایا کہ شام سے کون منگوائے گا یہ کباب؟ مجھے حیران دیکھا تو فرمایا کہو جو اللہ تعالیٰ دے گا وہ کھلا دوں گا۔

ایک دن سر پر تیل لگوا رہے تھے۔ استاد محترم جناب قاری فرید الدین صاحب مدظلہ سے پوچھا کہ قاری صاحب! سر پر تیل کیوں لگواتے ہیں؟ حضرت الاستاد مدظلہ نے اس کے طبی فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا تر و تازگی اور طراوت کے لیے۔ فرمایا نہیں قاری صاحب بلکہ تیل اس لیے لگواتے ہیں کہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ایک دن مجھ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں یا بیت اللہ؟ میں نے اس کا جواب دیا تھا جو، اب یاد نہیں۔ پتہ نہیں وہ صحیح تھا یا غلط۔ اگر صحیح بھی تھا تو محض اتفاق ہی تھا کیونکہ مجھے اس وقت تک اس سوال کا جواب معلوم نہ تھا۔ لیکن حضرت نے اس پر مجھے شاباش دی اور اپنے چھوٹے بھائی صاحب سے فرمایا اس کو مٹھائی دو۔ انھوں نے مجھے ڈبے سے برفی نکال کر دی۔ (معلوم رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق سے حتی کہ کعبۃ اللہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہیں (دیکھو شامی وغیرہ، کتاب الحج)

انھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا ایک چٹکلہ میرے ایک ہم سبق نے سنایا کہ ایک دفعہ ہم خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت نے فرمایا بریلوی غالی ہیں اور غیر مقلدین خالی ہیں حاضرین میں سے کسی نے پوچھا اور ہم؟ فرمایا ہم عالی ہیں۔ یہ باتیں اصل موضوع سے اگرچہ غیر متعلق تھیں لیکن چونکہ کام کی تھیں اس لیے ذکرِ ملتان کی مناسبت سے یہاں میں نے ذکر کر دیں۔ اب پھر ہم اپنی بات پر آتے ہیں۔

۳۔ تیسری مرتبہ جانشینِ امیر شریعت رحمہ اللہ کو کراچی مدرسہ نیو ٹاؤن میں اس وقت دیکھا جب ان کی جوانی ڈھل چکی تھی، داڑھی میں سفید بال آچکے تھے۔ یہاں تو ان کا کوئی بیان ہونا یاد نہیں البتہ اس وقت کی ڈرگ کالونی اور اب کی فیصل کالونی کی اس مسجد میں جہاں اب جامعہ فاروقیہ قائم ہے (اس وقت ٹین کی چھت والی صرف مسجد ہوتی تھی) رات کئی گھنٹے ان کا خطاب ہوا۔ میں وہاں بھی پہنچا اور خطاب سنا۔ اتنا یاد ہے کہ شاہ صاحب، مال گاڑی کے انجن کی طرح گرم دیر سے ہی ہوتے تھے لیکن جب گرم ہو گئے تو پھر نہ کوئی چھوٹا اسٹیشن دیکھا تھا نہ کوئی بڑا، نہ کوئی جنکشن نہ کوئی سگنل۔ پھر ٹھنڈے مشکل سے ہی ہوئے تھے۔

۴۔ چوتھی دفعہ اسلام آباد میں ان کی زیارت اس وقت ہوئی جب وہ بالکل ہی سفید ریش بزرگ بن چکے تھے۔ ٹی اینڈ ٹی کالونی کی مسجد الفتح میں بیان تھا۔ میں بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ بیان کیا تھا۔ ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ بات سے جو بات نکلتی تو کہیں کی کہیں جا پہنچتی۔ میں پہلی بات یاد دلاتا کہ حضرت وہ بات رہ گئی۔ پھر وہاں سے شروع ہو جاتے۔ دو چار دفعہ میں نے ایسی یاد دہانی کرائی جس سے ساری ہی باتیں مکمل ہوتی رہیں تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے بڑی توجہ سے سن رہے ہو۔

اسی تقریر میں بتلایا کہ ''شاہ است حسین و بادشاہ است حسین'' والی رباعی جو حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے، بالکل غلط ہے، یہ رباعی ان کی نہیں بلکہ ملا معین کاشانی ہروی سبائی تبرائی رافضی کی ہے۔ پھر لوگوں سے یہ نام انھی لاحقوں کے ساتھ کئی دفعہ کہلوایا۔ میرے منہ سے ہَروی (ہ کی زبر) کی بجائے ہِروی (ہ کی زیر کے ساتھ) نکل گیا تو وہیں اصلاح فرمائی کہ یہ ہَروی (ہ کی زبر کے ساتھ) ہے ہرات کی طرف منسوب ہے جس کی ''ہ'' پر زبر ہے نہ کہ زیر۔ پھر اسی وزن پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے متعلق اپنے اشعار سنائے۔

بر فلکِ عدل مہر و ماہ ست غنی — شاہ ست غنی بادشاہ ست غنی
چوں جامعِ مصحفِ اللہ ست غنی — دین ست غنی دین پناہ ست غنی
ہم زلفِ علی و خالوئے حسنین — فردوسِ دل و خلدِ نگاہ ست غنی
صدیق و عمر بہر دین سقف و عماد — باب است علی، شہر پناہ ست غنی
سرداد نہ داد دست در دستِ یہود — حقا کہ نشانِ لا الہ است غنی

پھر ملا معین کی رباعی میں ''حقا کہ بناء لا الہ ست'' میں اور ''حقا کہ نشانِ لا الہ ست'' میں فرق بیان فرمایا اور بتلایا کہ اوّل غلط ہے ثانی صحیح۔ تقریر سے فراغت کے بعد ان کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھانے کی سعادت بھی ملی۔ وہاں بھی بہت سے علمی نکات بیان فرمائے۔ جو کاغذات میں کہیں لکھے ہوئے ہوں گے اس وقت ان کو تلاش نہیں کر سکا۔

۵۔ ان کی پانچویں اور آخری زیارت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی وساطت سے نشتر ہسپتال میں اس وقت ہوئی جب وہ فالج زدہ ہو کر وہاں زیر علاج تھے۔ پوری طرح باتیں نہ کر سکتے تھے لیکن جب میں رخصت ہونے لگا

تو مجھے خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع اس وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ لہٰذا ان کا خوب دفاع کیا کرو، معاویہ نام عام کرو۔'' اس کے بارے میں جانشینِ امیرِ شریعت کے اس اہتمام اور انہماک وجہ یہ تھی کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی ساری جماعت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ایک ایسے صحابی ہیں جن سے بیگانے تو ناخوش ہیں ہی اپنے بھی خفا ہیں۔ بیگانوں نے اگر ان کے بارے میں حق وانصاف کا خون کیا ہے تو اپنوں نے بھی انصاف کی بجائے بس کچھ رعایت ہی ان کو بمشکل دی ہے۔ چنانچہ ان کے حق میں بیگانوں کی کہی ہوئی، ظالم، کافر، منافق، باغی، طاغی، خاطی، عاصی، آثم، جائر، لم یکن علی الرشد، نافرمانی، گناہ اور اللہ ورسول کے حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب'' جیسی کوئی بات ایسی نہیں ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں اپنوں نے پھر صرف چھوٹوں نے نہیں بلکہ بڑے بڑوں نے ان کی حق میں نہ کہی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بہ نسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع جتنا ضروری اور اہم ہے اس سے کہیں زیادہ دشوار بھی ہے۔ اسی تلخ اور دلخراش صورت حال کی وجہ سے جانشینِ امیر شریعت کو ان کے دفاع کا یہ اہتمام تھا اور بالکل بجا تھا۔ اپنوں کی بے حسی، جمود اور بیگانوں کی ہمنوائی کی صورت اگر یہی رہی تو دنیا ایک دن جانشینِ امیر شریعت کو دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ضرور یاد کرے گی اور ان کی اس بات کی صداقت بھی ضرور دیکھ لے گی۔ خود انھی کے شعر کے مطابق

روئیں گے یاد کر کر کے اہلِ نظر
کارنامے ہم ایسے بھی کر جائیں گے

اللہ کی کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں ان کے مزار پر انوار پر۔

---

(۱) غالباً یہی نام تھا۔ بہت ہی اللہ والے بزرگ تھے۔ اس دور میں جتنے بھی بزرگوں کی زیارت مجھے نصیب ہوئی۔ ان سب سے زیادہ میرے دل پر انہی کی شخصیت کا اثر ہوا۔ شاید اس لیے کہ چند گھنٹے ان کی صحبت اور صادق آباد شہر سے مدرسہ تک سفر میں ان کی معیت نصیب ہوگئی تھی۔

(۲) ان مستری صاحب کو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی خدمت کا موقع بھی ملا تھا۔ ان سے اچھی خاصی علیک سلیک تھی۔ اب وفات پا گئے ہیں۔ اللہ غریق رحمت فرمائے۔ وفات سے چند سال پہلے اسلام آباد تشریف لائے۔ ملاقات پر مجھے ذاتی طور پر پیش آمدہ ایک واقعہ کی مناسبت سے اپنا واقعہ سنایا کہ ''میں ایک دفعہ حضرت شاہ جی کے پاؤں دبا رہا تھا۔ تنہائی تھی۔ تیسرا کوئی آدمی نہ تھا۔ میں نے عرض کی: حضرت! میرا ایک ماموں ہے، بہت ہی نیک، صوم وصلوٰۃ کا پابند۔ تہجد گزار اور تلاوتِ قرآن شعار۔ لیکن مالی اعتبار سے وہ ہر وقت قابلِ رحم ہی رہتا ہے۔ فرمایا: محمد صدیق! اس کو کوئی علت ہوگی۔ میں نے کہا: حضرت! علت تو کوئی بھی نہیں۔ نہ تمبا کو نہ سگریٹ، نہ حقہ، نہ نسوار، نہ سینما، نہ جوا، نہ کچھ اور۔ بہت نیک انسان ہے۔ فرمایا: نہیں محمد صدیق! کوئی علت ہوگی۔ ورنہ ایسے نیک آدمی مالی اعتبار سے اتنے قابلِ رحم نہیں ہوا کرتے۔ میں نے پھر کہا کہ حضرت! علت تو کوئی بھی نہیں۔ فرمایا: نہیں کوئی علت ہوگی۔ پھر میں نے بتایا کہ حضرت! علت تو کوئی نہیں۔ بس ''کیمیا گری'' کرتے ہیں۔ فرمایا: محمد صدیق! اس سے بڑی اور علت کیا ہوگی؟ یہی تو سب سے بڑی علت ہے۔ مال ودولت کی تباہی وبربادی کی''...... مجھے یاد پڑتا ہے کہ میرے شیخ حضرت بنوری رحمہ اللہ کے والد ماجد مولانا سید محمد زکریا بنوری رحمہ اللہ نے کہیں لکھا ہے کہ دنیا میں کیمیا گری کی تو بہتوں نے ہے لیکن آج تک کامیاب اس میں کوئی ایک بھی نہیں ہوا۔ یہ ایسی لت ہے کہ جس کو لگ جائے اس کا سب کچھ لٹا کر بھی نہ چھوٹے۔ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ''خالد'' شاید دنیا میں واحد مثال ہے کہ اس نے جب اس کو بے نتیجہ اور اس میں دولت کا ضیاع دیکھا تو اختیار کر کے چھوڑ دی۔

مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی رحمہ اللہ سے وابستہ چند یادیں

مولانا عبیداللہ

۲۲؍شعبان المعظم ۱۴۳۱ مطابق ۳؍ اگست ۲۰۱۰ء بروز منگل تقریباً رات نو بجے حضرت والد محترم شیخ الحدیث مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی ثم اسلام آبادی ہم سب کو اچانک چھوڑ کر دار الفناء سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ، اس اندوہناک خبر نے آپ کے ہزاروں شاگردوں کو عام طور پر اور ہم گھر والوں کو خاص طور پر جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میں چونکہ اس وقت ملک سے باہر تھا، جونہی اطلاع ملی ائر پورٹ کی طرف چل دیا اور الحمد للہ دو گھنٹے کے بعد اسلام آباد کیلئے روانہ ہونے والے جہاز پر سیٹ مل گئی، دوران سفر دماغ میں گزشتہ تقریباً ۳۵ سال کے واقعات وحوادث ایک طوفان کی صورت چلنے لگے۔

سب سے پہلا منظر جو بجلی کی طرح ایک دم ذہن میں آیا وہ تقریباً ۳۲ سال پہلے کا دور تھا۔ اسلام آباد کی منجمد کر دینے والی یخ بستہ صبح اور ایک مولوی صاحب جو کہ فیصل مسجد کے مقابل واقع نیول کالونی کی مسجد سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میں امام وخطیب تھے اپنے چھ سات سال کے بیٹے کے ساتھ حسب معمول سائیکل پر سوار مارگلہ روڈ پر رواں دواں ہیں۔ انہوں نے سائیکل کے اگلے حصہ پر ایک چھوٹی سی سیٹ اپنے بیٹے کیلئے لگا رکھی ہے، انکی منزل سیکٹر 4- F 6 میں واقع مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہے (جو بعد میں جامعۃ العلوم الاسلامیۃ الفریدیۃ کے نام سے موجودہ جگہ پر منتقل ہوگیا)، بیٹا جو کہ قرآن کریم حفظ کر رہا تھا۔ چلتی سائیکل پر اپنی منزل سنا رہا ہے اور راستہ میں جہاں کوئی غلطی آتی تو مولوی صاحب سے ڈانٹ پڑتی اور عام طور پر ایک آدھ تھپڑ بھی، سڑک پر آنے جانے والے لوگ اس منظر کو تقریباً ہر روز بڑے تعجب اور حیرانگی سے دیکھتے، یہ مولوی صاحب تھے ہمارے ابوجی (ہم تمام بہن بھائی آپ کو ابوجی ہی کہتے تھے) حضرت مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی رحمہ اللہ۔ اور وہ بچہ تھا راقم الحروف۔ ایسا لگا کہ ابھی کل ہی کی بات ہے۔ الغرض یادوں اور واقعات کا ایک سیل رواں تھا جو اس وقت ذرا تھما جب اعلان ہوا کہ جہاز اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر اترنے والا ہے۔

والد محترم رحمہ اللہ نے غالباً سنہ ۱۹۶۶ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی سے محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ دورہ حدیث شریف مکمل کیا اور پھر وہیں تخصص فی الحدیث کا دو سالہ کورس کیا، حدیث میں آپ کے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی اس طرح ہیں:

(۱)　**صحیح بخاری**: محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

(۲)　**صحیح مسلم**: حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ

(۳)　　**سنن ترمذی**: مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

(۴)　　**سنن ابی داود**: حضرت مولانا فضل محمد (بینگورہ، سوات) رحمہ اللہ

(۵)　　**طحاوی شریف**: حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ رحمہ اللہ

(۶)　　**مؤطین، نسائی، ابن ماجہ**: حضرت مولانا بدیع الزمان رحمہ اللہ

فراغت کے بعد پہلے کچھ عرصہ اسلام آباد، تقریباً دوسال حاجی کیمپ کراچی میں، اور پھر چند سال اپنے آبائی شہر سیالکوٹ میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیے اسی دوران آپ نے اپنے شیخ علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی معیت میں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی، اور آخر میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نوراللہ مرقدہ (خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد) کی دعوت پر غالباً سنہ ۱۹۷۶ء میں دوبارہ اسلام آباد تشریف لے آئے اور یہیں اپنا گھر بنایا اور مستقل سکونت اختیار کر لی۔

آپ امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف سے بھی وابستہ تھے، کئی سال تک جامعہ فریدیہ میں استاذ حدیث رہے اور گزشتہ تین سالوں سے جامعہ فاروقیہ دھمیال کیمپ راولپنڈی میں بطور شیخ الحدیث خدمت دین میں مصروف تھے، اپنے تلامذہ کے ساتھ آپ کا معاملہ نہایت دوستانہ ہوتا تھا، حتی کہ ہم بہن بھائی کبھی گھر میں شکوہ بھی کرتے کہ ابو جی ہم پر تو بہت سختی کرتے ہیں لیکن دوسرے طالب علموں کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آتے ہیں، آپ کے اپنے تلامذہ کے ساتھ رویے کا اندازہ ہمیں آپ کی وفات کے دن ہوا، جب ہم نے طلباء کے ایک جم غفیر کو دھاڑیں مار کر روتے دیکھا۔

والد محترم کو قرآن کریم سے بہت زیادہ لگاؤ تھا، آپ نے اپنے پانچوں بیٹوں کو حافظ بنایا۔ مجھے یاد ہے کہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں ایک نابینا قاری صاحب ہوتے تھے، جب مجھے انکے حوالے کیا تو فرمایا قاری صاحب اسکا گوشت آپ کا اور ہڈیاں میری بس مجھے یہ حافظ چاہیے، جونہی ہم نے ہوش سنبھالا دیکھتے تھے کہ آپ گھر میں کوئی بھی کام کر رہے ہیں تو ساتھ ساتھ قرآن کی تلاوت بھی فرما رہے ہیں اور اگر اتفاق سے اس مقام کی تلاوت ہو رہی ہے جو میں حفظ کر چکا ہوں تو ہماری شامت آجاتی پڑھتے پڑھتے اچانک سوال ہوتا کہ یہ میں کونسے پارے اور سورۃ سے پڑھ رہا ہوں؟ اگر صحیح جواب دیدیا جاتا تو حکم ہوتا آگے تم پڑھو، اور اگر نہ بتا سکتے تو بس پھر کیا تھا حکم ہوتا لاؤ، قرآن کریم اور ابھی یاد کر کے مجھے پورا پارہ سناؤ۔

رمضان المبارک میں تو آپ ہر قسم کی مصروفیات چھوڑ کر قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔ رمضان کے عام دنوں میں ہر روز ۱۵ پارے (بعد میں یہ تعداد بڑھ کر ۲۱ پارے یومیہ ہوگئی تھی) اور آخری عشرہ میں ہر روز ایک قرآن کریم مکمل فرماتے۔ حتی کہ اکثر ایسا ہوتا کہ رمضان المبارک میں آپ کا گلا خراب ہو جاتا لیکن آپ اپنی منزل ضرور پوری فرماتے اور گزشتہ دو تین سالوں سے تو رمضان کے علاوہ عام دنوں میں بھی تلاوت کلام پاک کا یہی معمول ہو گیا تھا۔ اٹھتے بیٹھتے، سفر میں حضر میں، راہ چلتے اور سواری پر غرض ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت زبان مبارک سے جاری رہتی۔

آپ کو تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن کریم سننے کا بھی بہت شوق تھا، مجھے یاد ہے کہ میں جب بھی پاکستان جاتا تو اکثر پوچھتے کہ کوئی نئی تلاوت لائے ہو؟ اور پھر رات دیر گئے تک بیٹھ کر کمپیوٹر پر لگوا کر سنتے رہتے، آپ خاص طور پر معروف مصری قاری شیخ محمد صدیق المنشاوی رحمہ اللہ کے گرویدہ تھے۔

والدمحترم نے سالہا سال کی محنت سے اپنا ایک کتب خانہ بنایا تھا اور اگر کہا جائے کہ آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ اپنی کتابوں کے ساتھ لگاؤ تھا تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ کتاب سے پیار کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی کو اپنی کتاب مطالعہ کیلئے گھر لیجانے کی اجازت نہیں دیتے تھے، جسے کوئی کتاب پڑھنی ہو۔ آپ کی لائبریری میں ہی بیٹھ کر دیکھ لے اور وہاں بھی یہ عالم تھا کہ اگر کسی نے غلطی سے کتاب کا ورق الٹتے ہوئے ذرا زیادہ موڑ دیا تو بس خیر نہیں۔

اور آخری سفر سے پہلے (جو کہ وفاق المدارس کے امتحانات کے پرچے چیک کرنے کیلئے کراچی کا تھا اور جس کے دوران ہی آپ سفر آخرت کیلئے روانہ ہوگئے) اپنے گھر کے نئے تعمیر شدہ حصہ میں خاص طور پر بنائے گئے کتب خانہ میں کتابوں کی ترتیب میں مصروف تھے اور میرے ساتھ (سب سے بڑا بیٹا ہونے کے ناتے) جو آخری گفتگو بذریعہ ٹیلیفون ہوئی وہ اسی بارے میں تھی کہ کتابیں زیادہ ہیں اور الماریاں کم اب کیا کیا جائے؟ پھر فرمایا کہ اچھا رمضان کے بعد جب تم آؤ گے تو کوئی حل سوچیں گے۔

آپ کتابوں کی جلد بندی کے بھی ماہر تھے ہم بچپن سے دیکھتے آئے ہیں کہ آپ اپنی کتب کی جلد بندی خود فرماتے تھے اور اس کیلئے تمام ضروری سامان آپ کے پاس موجود رہتا تھا جس کیلئے آپ نے لکڑی کا ایک خاص بکس بنوایا ہوا تھا، ایک دفعہ ہم نے پوچھا کہ ابو جی آپ نے جلد بندی کہاں سے سیکھی ہے؟ تو فرمایا کہ جب میں کراچی حاجی کیمپ کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہا تھا تو قریب ہی ایک جلد ساز کی دکان تھی۔ میں نے اس سے درخواست کی کہ مجھے بھی یہ کام سکھا دے، وہ مجھے یونہی چھوٹے موٹے کام پر لگا دیتا اصل کام نہیں سکھاتا تھا لیکن میں اسے کام کرتے دیکھتا رہتا بس اسے دیکھ دیکھ کر ہی یہ کام آ گیا۔

اپنے بزرگوں اور اکابر سے آپ کی عقیدت قابل رشک تھی۔ میں یہاں صرف ایک واقعہ عرض کروں گا جو شاید لوگوں کو بڑا عجیب لگے۔ آپ غالباً ۱۹۸۵ء میں انڈیا گئے تھے، وہاں آپ نے دارالعلوم دیو بند کی زیارت کی۔ جب واپس تشریف لائے تو ہم دیکھتے کہ فجر کی نماز کے بعد آپ اپنی الماری سے ایک تھیلی نکالتے ہیں اسمیں مٹی جیسی کوئی چیز ہے۔ آپ اس کی ایک مقدار پانی کے ایک گلاس میں حل کرتے ہیں اور پھر اس کو باریک کپڑے کی مدد سے اچھی طرح دو تین بار چھانتے اور پھر پی جاتے۔ ہمارے پوچھنے پر بتایا کہ یہ مٹی ہے جو میں دارالعلوم دیو بند کے قبرستان سے لایا تھا، اس واقعہ کے بعد آپ کی اپنے اکابر کے ساتھ تعلق کی کوئی اور مثال دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔

والدمحترم رحمہ اللہ کئی سال تک اسلام آباد جیسے شہر میں رہنے کے باوجود انتہا کے سادہ تھے، بلکہ اکثر اوقات کہیں کسی تقریب میں جانا ہوتا تو گھر والے کہتے کہ نئے کپڑے استری کر دیتے ہیں بدل لیجئے تو فرماتے کہ ان کپڑوں کو کیا ہے؟ تم

لوگ بس یہ استری وستری کے چکر میں اتنا وقت ضائع کر دیتے ہو۔ الغرض بڑی ردّوکد کے بعد آپ لباس تبدیل فرماتے۔

آپ کی زندگی کا ایک اور پہلو آپ کی جانوروں سے محبت اور انس تھا۔ ایک وقت تھا کہ آپ نے بہت ساری مرغیاں پال رکھی تھیں اور ہر دن صبح وشام ان کے لیے خود آٹا تیار فرماتے اور پھر خود ہی انہیں بلا کر کھلاتے۔ حتیٰ کہ آپ جب بھی گھر سے باہر نکلتے تو مرغیاں صرف آپ کو دیکھ کر آپ کے اردگرد جمع ہو جاتیں، ہمیں آج تک یاد ہے کہ نیول کالونی میں ایک بلی تھی جسے آپ کبھی کچھ کھانا وغیرہ ڈال دیتے تھے۔ وہ بلی آپ کے انتظار میں بیٹھی رہتی۔ جب آپ گھر سے مسجد کیلئے نکلتے تو وہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتی اور پھر مسجد کے دروازے پر آپ کے انتظار میں بیٹھی رہتی اور جب آپ واپس گھر کیلئے نکلتے تو آپ کے ساتھ واپس آتی۔

آخر میں حضرت والدمحترم رحمہ اللہ کی وصیت میں مذکور اپنے تمام جاننے والوں سے ایک درخواست نقل کر رہا ہوں۔ لکھتے ہیں کہ:

> ''میں ان تمام لوگوں سے معافی کا طلبگار ہوں جنہیں مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی یا میں نے کبھی انکی غیبت کی، نیز میری درخواست ہے کہ جب میرا ذکر آئے تو میرے لیے ایک بار سورۃ الفاتحہ اور تین بار سورۃ الاخلاص پڑھ کر ایصال ثواب فرمادیں۔''

نیز قارئین سے گزارش ہے کہ آپ کے اہل وعیال کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی ہمیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں مجھے ابوالحسن تہامی کے چند اشعار یاد آ رہے ہیں جو اس نے اپنے بیٹے کی وفات پر کہے تھے

حكم المنية فى البرية جار......ما هذه الدنيا بدار قرار

فالعيش نوم والمنية يقظة......والمرء بينهما خيال سار

فاقضوا مآربكم عجالا انما...... أعماركم سفر من الأسفار

جاورتُ اعدائي وجاور ربه......شتان بين جواره وجواری

العين تدمع والقلب يحزن وانا بفراقک يا ابينا وشيخنا لمحزونون ، ولا نقول الا ما يرضى به ربنا،الهم اغفر له وارحمه واعف عنه ،وأكرم نزله، ووسع مدخله، ونقه من الذنوب والخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس ، الهم ادخله الجنة بغير حساب ، الهم لا تحرمنا أجره ، ولا تفتنا بعده ، آمين .

قادیانی اسرائیلی گٹھ جوڑ سے
الجزائر میں ارتدادی سرگرمیاں پھیلانے کی کوشش

الجزائری اخبار کی چشم کشا رپورٹ

مولانا زاہدالراشدی نے ہمیں لاہور سے شائع ہونے والے عربی ماہنامہ ''اخبار العرب'' بابت ماہ ستمبر ۲۰۱۰ء میں الجزائر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک الجزائری جریدہ ''الفجر'' میں شائع ہونے والی مختصر رپورٹ ارسال فرمائی اور توجہ دلائی ہے، جس کا ہمارے ہم فکر عزیزم محمد وقاص سعید (کراچی) نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ''قادیانی یہودی تعلقات'' کے حوالے سے یہ مستقل موضوع ہے آج کے عالمی ماحول میں اِس کے تذکرے کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے ہم فکر لکھنے والے احباب سے درخواست ہے کہ اس کو موضوع بحث بنائیں اور مختلف اخبارات و جرائد میں اس کی اشاعت کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

الجزائری اخبار ''الفجر'' کے مطابق ماہرین معیشت اور علماء دین نے عوام کو قادیانیوں کے ساتھ معاملات کرنے سے خبردار کیا ہے کیونکہ یہ جھوٹے ہتھکنڈوں سے ممنوعہ اشیاء پر حلال مصنوعات کا لیبل لگا کر اشیائے خورونوش مسلمانوں کو فروخت کرتے ہیں، جبکہ الجزائری مسلمان انکا خاص ہدف ہیں۔ الجزائر محل وقوع کے لحاظ سے کافی اہمیت کا حامل ہے اور اسے افریقہ کے تجارتی گیٹ کا درجہ حاصل ہے۔ یہ لوگ تجارتی منڈی پر قبضہ کر کے علاقائی تجارت کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں، آئے دن مختلف منصوبوں اور ماہرین کی مشاورت سے قومی خزانے کو نرخ بڑھانے کا پابند کرتے ہیں انکا یہ طریقہ کار ''موساد'' کے سابقہ طریقہ کار سے بالکل ملتا جلتا ہے اور یہی اسرائیلی انٹیلی جنسی افریقہ میں تباہی پھیلانے کی ذمہ دار تھی، اس طور پر کہ بعض افریقی سربراہان نے اسرائیل کے ایجنٹ کے طور پر کام کرنے والے بین الاقوامی ماہرین سے مشاورت کی اس کی وجہ سے انہیں اس قدر معاشی کرائسز کا سامنا کرنا پڑا جنہوں نے بالآخر ملکی معیشت کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا جبکہ الجزائر اس سے پہلے بھی اس قسم کے بحرانوں سے دوچار رہ چکا ہے۔

اخبار نے اپنے بدھ کو شائع ہونے والے ایڈیشن میں اسلام کے دعویدار قادیانی فرقہ کی پھیلتی تجارتی سرگرمیوں کے بارے میں عالمی مجلس نوجوانان اسلام کی مرتب کردہ رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی اسرائیل کے تعاون سے عرب اسلامی دنیا میں ارتدادی سرگرمیوں کی ترویج کے لیے حرکت میں آچکے ہیں اور الجزائر بھی ان کی سرگرمیوں کی زد میں آنے والے ممالک میں سے ایک ہے مجلس نے اپنی رپورٹ میں ۱۹۷۴ء میں جاری کردہ علماء کے اس متفقہ فیصلے کا ذکر بھی کیا، جس میں قادیانی گروہ کی تکفیر کی گئی ہے۔

عالمی مجلس نوجوانان اسلام کے مطابق قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے پیچھے برطانیہ کا ہاتھ ہے۔یہی وجہ ہے کہ برطانیہ ان کو مختلف محکموں اور خفیہ اداروں میں اعلی عہدوں سے نوازتا رہا ہے افریقہ سمیت مختلف اسلامی ممالک کے اقتصادی اداروں میں بحیثیت مسلمان مشیر کے قادیانیوں کی تقرری ہو چکی ہے اور ساتھ ہی ایک ہی دین یعنی اسلام کے پیروکاروں میں اتحاد کے نام پر ان میں ضم ہونے کا ٹارگٹ سونپا گیا ہے واضح رہے کہ ۱۹۷۴ء میں ''رابطہ عالم اسلامی'' مکہ مکرمہ کے اجلاس میں علماء کی کثیر تعداد جن میں ابن بازؒ، ناصر الدین البانیؒ اور جامعہ ازہر کے مختلف مشائخ کے علاوہ دیگر علماء .....قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دے چکے ہیں ''رابطہ عالم اسلامی'' کا خاص طور پر یہ موقف تھا کہ قادیانی فرقے کا بانی غلام احمد قادیانی----ہندوستانی پنجاب میں واقع قادیان شہر کی طرف نسبت ----انگریز کا پروردہ ہے کیونکہ اس کا رب اسے انگریزی میں وحی کرتا تھا۔

ایشیا اور افریقہ کے سرحدی علاقوں میں انکی سرگرمیاں عروج پر ہیں، یہ لوگ اقتصادی معاونت اور تجارتی نیٹ ورک کے ذریعے اسلامی دنیا میں اپنے ہدف کے حصول میں سرگرداں ہیں، اسی طرح وہ مختلف غذائی شعبہ جات سے متعلق مصنوعات پر حلال کا لیبل لگا کر فروخت کرتے ہیں جس میں گوشت اور مرغی بھی شامل ہیں اس کے علاوہ ہندوستانی اور اسرائیلی دیگر مصنوعات کا یہی حال ہے یہ لوگ تجارتی معاملات کے فروغ کے لیے اسرائیل اور اس کے حلیف برطانیہ سے برأت کا اظہار کر کے اسلامی دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، اور یوں تجارتی سرگرمیوں کی آڑ میں قادیانیت کو فروغ دے رہے ہیں۔قادیانیت اپنے بنیادی عقائد کے لحاظ سے عیسائیت کے مشابہ ہے کیونکہ یہ لوگ شراب اور افیون کو جائز سمجھتے ہیں اسی طرح خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے آپ کو ایک نئی شریعت کا پیروکار گردانتے ہیں۔

اس گروہ کے پیروکار اسرائیل کے ساتھ قیام امن کے خواہاں ہیں، اسرائیل کی طرف سے ان کو ہدایات دی جاتی ہیں اس کے علاوہ اسلامی ملک اور اس کی معیشت سے متعلق منصوبہ جات سے باخبر رکھا جاتا ہے یہ لوگ برطانیہ کو ہی اپنی جائے پناہ سمجھتے ہیں جبکہ برطانیہ انکو سراغ رسانی کی ٹریننگ دے کر اقتصادی مشیروں کے روپ میں افریقہ یا دیگر اسلامی ممالک میں بھیج دیتا ہے، مجلس کی رپورٹ کے مطابق افریقہ میں پانچ ہزار قادیانی ایجنٹ موجود ہیں۔

یہ ایجنٹ تمام اداروں اور شعبوں کے متعلق تمام تر نئی معلومات (updates) فراہم کرتے ہیں جن رازوں پر پردہ رکھنا ملکی سلامتی کے لیے انتہاہی ضروری ہوتا ہے، ان تمام تر کوششوں اور ہتھکنڈوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ برطانیہ اس ملک پر بالواسطہ دباؤ بڑھا سکے خاص طور پر الجزائر جیسے دیگر ممالک کو اپنے زیر اثر رکھ سکے جو برطانیہ کے ساتھ براہ راست تجارتی لین دین نہیں کرتے تاکہ ان ممالک کو عالمی منڈی کے اتار چڑھاؤ کے اثرات کے تابع بنایا جائے اور بالآخر اسرائیل اور واشنگٹن کے تعاون سے وجود میں آنے والی عالمی منڈی پر قابض بین الاقوامی مالیاتی اور مشاورتی کمیٹیوں کے ذریعے سے زبردستی اپنے مطالبات منوائے جاسکیں، نتیجتاً اس ملک کو دیوالیہ کر کے من مانی شرائط کے عوض تعاون پر مجبور کر دیا جاتا ہے جس کے اثرات مقامی معیشت پر انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔

قادیانیوں کو مظلوم بنا کر پیش کیا جا رہا ہے
حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند کرے

مولانا سہیل باوا

انٹرویو: احمد خان

گزشتہ دنوں ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی کے نمائندے جناب احمد خان نے تحریک ختم نبوت یورپ کے رہنماء اور مرکزی امیر ختم نبوت اکیڈمی مولانا سہیل باوا سے خصوصی انٹرویو کیا جو قارئین کی نذر ہے۔ (ادارہ)

س: جماعت احمدیہ کے مراکز پر حملے کو ایک منظم سازش قرار دیا جا رہا ہے آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: دیکھیں، یہ ایک منظم سازش ہے جس کا مقصد پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنا ہے اور یہ دنیا بھر میں یہ بات عام کرنی ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں اس کے پس پردہ وہی لوگ ملوث ہیں کہ جو قادیانیوں کو عالمی سطح پر ہمدردیاں دلوا رہے ہیں اس میں وہ لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں جو خود کو ترقی پسند سیکولر اور لبرل قرار دیتے ہیں اور یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں اقلیتیں محفوظ نہیں ہیں حالانکہ اس میں صداقت نہیں ہے۔ خود جماعت احمدیہ کے سربراہ نے حال ہی میں کہا کہ پاکستان بنانے میں سب سے زیادہ کردار احمدیوں کا ہے مگر انہیں حقوق نہیں مل رہے۔ اس دعوی کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے پاکستان کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ موجودہ دور میں بھی قادیانی ۱۹۴۷ء والے الہام کی روشنی میں اپنے مذہبی عقیدے کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں یہ پاکستان میں ثقافت کے نام پر دین سے بیزاری کا ماحول پیدا کرنا، مذہبی منافرت کو عام کرنا، لسانی عصبیتوں کو ہوا دے کر پاکستان میں صوبائی تعصب پیدا کرنا، ماڈرن ازم اور وسیع النظری کی آڑ میں مذہب کا مذاق اڑانے کی کوشش میں لگے ہوئے انھوں نے پاکستان کو کس حد تک تسلیم کیا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ انھوں نے آج تک جتنے مردے دفن کیے ہیں سب امانتاً رکھے ہیں تا کہ اکھنڈ بھارت جیسا خوف ناک خواب شرمندہ تعبیر ہونے کی صورت میں انہیں قادیان دفن کیا جا سکے اور ان تمام قبروں پر اس قسم کی عبارت کے کتبے آج بھی درج ہیں۔ یہ وصیت گاندھی کے قاتلوں سے ملتی ہے کیوں کہ انھوں نے بھی وصیت کی تھی کہ ہماری راکھ کو اکھنڈ بھارت بننے کے بعد دریائے سندھ میں بہایا جائے۔

س: مگر آج تک جماعت احمد یہ کی جانب سے پاکستان کے خلاف کبھی کوئی بات آن دی ریکارڈ سامنے نہیں آسکی۔

ج: نہیں ایسا نہیں ہے قادیانی میڈیا پر بار بار یہ بات دہرائی جا رہی ہے کہ پاکستان میں امن اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ختم نہیں کیا جائے گا، جب آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور صدر صاحب نے بھی اس کی توثیق فرمادی تو مرزا ناصر احمد قادیانی بڑا سیخ پا ہوا، اور پمفلٹ بعنوان امام جماعت احمدیہ کا آزاد کشمیر کی قرارداد پر تبصرہ شائع کر کے اپنے غیظ وغضب کا اظہار کیا۔ اس کتابچہ میں اس نے نہ صرف آزاد کشمیر اسمبلی کے ارکان پر غصہ اتارا بلکہ حکومت پاکستان کو بھی دھمکیاں دیں۔ اس میں مرزا ناصر نے اپنے دادا آنجہانی مرزا قادیانی کی زبان میں پیش گوئی بھی رقم فرمائی اور کہا کہ اس قسم کے فساد (قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے) کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں رہیگا لیکن یہ مرزا ناصر کی خام خیالی تھی اور آج بھی قادیانی جماعت خوش فہمی کا شکار ہے، پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اللہ کے فضل وکرم سے پاکستان آج بھی قائم ودائم ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔

س: لاہور میں ہونے والے افسوسناک واقعہ کے بعد مغربی دنیا بالخصوص برطانیہ میں اس کا کیا ردِ عمل سامنے آیا؟

ج: دیکھیں یہاں کی حکومت تو ایسے معاملات میں محتاط ردِ عمل ہی ظاہر کرتی ہے ہم نے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے خود مجھے ذاتی طور لندن دفتر ختم نبوت میں کئی فون کالز موصول ہوئیں جس میں نام بتائے بغیر دھمکی دی گئی کہ تم لوگوں نے مسیح موعود کا انکار کرنے کی وجہ سے اپنے اوپر عذاب مسلط کر دیا ہے اب دیکھو تم اور تمھارے ملاؤں کا پاکستان میں کیا حشر ہونے والا ہے، اور اس کے بعد علامتی طور ایک کفن کا تھان بھی موصول ہوا میرے نام پر۔ اپنی فرضی مظلومیت کا جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا بھی قادیانیوں کی ایک خاص عادت ہے، جو لوگ قادیان میں ایک فرضی محمد رسول اللہ کھڑا کرنے سے نہیں شرماتے ان کو خلاف واقعہ غلط پروپیگنڈہ کرنے سے کیا عار ہو سکتی ہے؟

س: پاکستان کے آئین میں اقلیتوں کو جو حقوق دیے گئے ہیں وہ حقوق تو احمدیوں کا حق ہیں انہیں اپنے عقیدے کا پرچار کرنے کا حق تو حاصل ہے نہ؟

ج: جی جو حق قانون اور آئین میں ہے اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے ان کی تقریروں کی کیسٹیں پاکستان میں درآمد کی جاتی ہیں، اور قادیانی حلقوں میں کھلے بندوں تقسیم کی جاتی ہیں باوجود اس کے اس میں پاکستان اور ملک کی مذہبی قیادت حتی کہ پاکستان کے آئین قانون ساز اسمبلی سے متعلق ایسے الزامات ہوتے ہیں کہ جو ملک اور آئین سے غداری اور مذہبی منافرت پھیلانے کے سبب بن سکتے ہیں مگر حکومت کی طرف سے ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا، اور نہ پاکستان کے خلاف نفرت وبغاوت پھلانے کے جرم میں کسی قادیانی سے باز پرس کی گئی ہے، بلکہ اس کے برعکس قادیانی اونچے اونچے مناصب پر بدستور براجمان ہیں، جہاں کوئی بڑا افسر قادیانی ہے، وہ اپنے مذہب کے افراد کے ساتھ ترجیحی سلوک کرتا ہے یقین کیجیے مسلمان ان کے ہاتھوں حیران و پریشان

ہیں، پاکستان کے سائنسی مراکز میں، جو پاکستان کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتے ہیں وہاں قادیانیوں کی کھیپ کی کھیپ موجود ہے، میں صحافی برادری سے درخواست کرتا ہوں کہ پورے ملک کی ملازمتوں کا آپ لوگ سروے کر لیں، معلوم ہو جائے گا کہ قادیانی ہر جگہ اور اہم عہدوں پر مسلط ہیں، اور اپنے کوٹے سے سوگناہ زیادہ حصے پر قابض ہیں، یہ ہے قادیانیوں کی وہ مظلومیت جس کا ڈھنڈورا آج کل امریکہ اور برطانیہ میں کر رہے ہیں۔

س: پاکستان میں کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیمیں اور کئی لکھنے والے آپ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتے؟

ج: دیکھیں یہ ایک حقیقت ہے آج میڈیا آزاد ہے وہ پوری طرح چھان بین کر لے ہر بات سامنے آجائے گی بدقسمتی سے پاکستان میں موجود ایک لابی جو خود کو ترقی پسند اور سیکولر قرار دیتی ہے وہ اسلام کے خلاف ہونے والے ہر عمل کی حمایت اپنی بنیادی حق تصور کرتے ہیں قادیانی جماعت پاکستان کے خلاف ملحد اور لادین طاقتور سے گٹھ جوڑ کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ملحد اور کمیونسٹ قسم کے لوگ قادیانیوں کی حمایت میں بیانات جاری کر رہے ہیں۔

س: یہ قادیانیوں کی اندرونی کیفیت کا کل نقشہ بیان کیا میں نے آپ سے، لیکن ہم حکومت سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیوں کو پاکستان کے خلاف زہر اگلنے اور دھمکیاں دینے کے باوجود کس طرح لائق اعتماد سمجھا جا سکتا ہے؟ اور ان کے پاکستان میں پہلی بار قادیانیوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا ہے جماعت احمدیہ نے اس حوالے سے اپنا مقدمہ مغربی دنیا کے سامنے رکھا ہے کیا یہ پاکستان پر دباؤ ڈلوانے کا سبب نہیں بنے گا؟

ج: لاہور میں جو دہشت گردی کی جو واردات ہوئی اس کے پیچھے بھی بعض ایسے عناصر کارفرما دکھائی دیتے ہیں جو قادیانیوں کو مظلوم ثابت کر کے اسلامیان پاکستان کے خلاف بھیانک سازش کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانی اہل مغرب کے سامنے اپنی مظلومیت کا رونا رو کر غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم کو ختم کرانے کی بھیک مانگنے کی کوشش میں ہیں۔ مرزائی حضرات بیک وقت کئی کھیل کھیلتے ہیں۔ ایک طرف مذہب اور اس کی تبلیغ کی آڑ لیکر ایک خالص مذہبی جماعت ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے سیاسی عزائم اور منصوبے نہایت شدت سے اور منظم طریقے سے جاری رہتے ہیں۔ اور اگر کہیں مسلمانوں کی اکثریت انکے سیاسی مشاغل اور ارادوں کا محاسبہ کرے تو ایک مظلوم مذہبی اقلیت کا رونا رو کر عالمی ضمیر کو معاونت کیلئے پکارتے ہیں۔ حالیہ واقعات میں لندن اور امریکہ میں بیٹھ کر قادیانی جماعت کا واویلا اور اس کے جواب میں مغربی دنیا کی چیخ و پکار اسی تکنیک کی واضح مثال ہے۔ مذہب اور سیاست کے اس دو طرفہ ناٹک میں اصل حقیقت نگاہوں سے مستور ہو جاتی ہے اور حقائق سے بیخبر دنیا سمجھتی ہے کہ واقعی پاکستان کے ''مذہبی جنونی'' ایک بے ضرر چھوٹی سی اقلیت کو کچلنا چاہتے ہیں لیکن واقعات اور حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔

س: جماعت احمدیہ کی جانب سے مرزا مسرور احمد نے جو پالیسی بیان دیا ہے اس میں اس واقعہ کی ذمہ داری ختم

نبوت اور علماء پر ڈالی ہے آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: یہ سراسر لغو بیان ہے اس واقعہ میں رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والے دہشت گرد حکومت کے پاس ہیں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جو دہشت گرد ہیں اور جوان کے ماسٹر مائنڈ ہیں انھیں دنیا کے سامنے لائے تاکہ یہ بات واضح ہوسکے کہ اس کے پس پردہ کون لوگ ہیں تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے کبھی تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا برصغیر میں تحفظ ختم نبوت کی پوری جدجہد میں کوئی مثال ایسی نہیں ملتی جب ختم نبوت کے کارکنوں اور رہنماؤں نے قتل وغارت اور تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہو یا عندیہ دیا ہو۔ یہی وجہ ہے ۱۹۷۴ء میں آئینی جدجہد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا۔

س: لاہور کے واقعہ کو کیا فرقہ وارانہ قرار دیا جاسکتا ہے؟

ج: نہیں قادیانیوں کا مسلمانوں کے کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں۔ قادیانی خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ان کا اور مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے، لہٰذا اسے فرقہ وارانہ واقعہ کسی صورت نہیں قرار دیا جاسکتا۔

س: پاکستان کی جماعت احمدیہ کے ذمہ داروں نے خود کو میڈیا پر احمدی مسلمان قرار دیا جبکہ پاکستان کے آئین کی رو سے احمدی غیر مسلم ہیں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: جنرل محمد ضیاالحق مرحوم نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اور قانون میں ترمیم کے لئے ایک آرڈی نینس بنام قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع تعزیرات) ۱۹۸۴ء نافذ کیا تھا۔ یہ آرڈی ننس ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو نافذ کیا گیا تھا۔

تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ بی کے تحت قادیانی گروپ لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد کے جانشینوں یا ساتھیوں کو ''امیر المؤمنین'' یا ''صحابہ'' یا اس کی بیوی کو ''ام المؤمنین'' یا اس کے خاندان کے افراد کو ''اہل بیت'' کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کہے، تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ اس دفعہ کی رو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہوگی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لئے جمع کرنے یا بلانے کے لئے اُس طرح کی اذان کہے یا اُس طرح کی اذان دے جس طرح کے مسلمان دیتے ہیں۔ اسی طرح دفعہ ۲۹۸۔سی کا تعزیرات پاکستان کی رو سے دونوں گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدہ کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے اس سزا کا مستحق ہوگا۔ اور اسی آرڈی نینس نے قانون فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹۔اے میں بھی ترمیم کردی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار، کتاب اور دیگر دستاویز کو جو کہ تعزیرات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ

کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی، کو ضبط کرسکتی ہے۔ اسی آرڈی نینس کے تحت پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی نینس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ میں بھی ترمیم کردی گئی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کردے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کردے جو دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کرلے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے اب اس کے بعد جماعت احمدیہ اور قادیانیوں کی آئینی حیثیت واضح ہوجاتی ہے یہ کسی طرح بھی مسلمان ہیں نہ مسلمانوں کے کسی گروہ فرقے سے ہیں لہذا ان کی جانب سے خود کو احمدی مسلمان قرار دینا ائین پاکستان سے انحراف اور شریعت مطہرہ کی توہین ہے۔

س: ختم نبوت تحریک کی جانب سے لاہور کے واقعہ کی مذمت کی گئی ہے تاہم جماعت احمدیہ کی جانب سے اس پر انتہائی کڑی تنقید سامنے آئی اور یہ کہا جارہا ہے کہ حکومت پر دباؤ ڈالا جارہا ہے وہ جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر عائد غیر اعلانیہ پابندی ختم کرے آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: اگر حکومت نے امتناع قادیانیت آرڈینس میں تبدیلی کی تو حکومت نہیں رہے گی ملک بھر کے عوام ایسے حکمرانوں کو برداشت نہیں کریں گے کہ جو توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب افراد کو مسلمان قرار دئیں ہم سمجھتے ہیں حکومت اس حوالے سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائی گی۔

س: پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے ایسے میں کیا مزید کسی قانون کی ضرورت ہے؟

ج: قادیانی ایک طرف اقلیتی حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کرتے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں وہ آج کی دور میں مہذب کہلانے والے ممالک سے کسی طور پر کم نہیں تمام اقلیتوں کو ہر قسم کے شہری حقوق حاصل ہے۔ میں صرف صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب سے درخواست کرتا ہوں جو عناصر قادیانیوں کو مظلوم ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش کر رہے ہیں، یہی لوگ ملک کے دیگر شہروں میں بھی حملے کراسکتے ہیں، لہذا حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ تمام اقلیتوں کی عبادت گاہوں کے حوالے سے سیکورٹی کا مناسب بندوبست کیا جائے تاکہ اہل مغرب کے سامنے ان کو مظلوم بننے کا موقع نہ مل سکے اور نہ ہی غیر ملکی مداخلت سازش کامیاب ہوسکے۔ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس صورتحال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے تاکہ ملک بھر میں کہیں بھی لا اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا نہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قانون پر عملدرآمد ہی اصل قانون ہے۔

س: برطانیہ سمیت سارے یورپ میں قادیانی خود کو احمدی مسلمان قرار دیتے ہیں اور مغربی حکومتیں اور ادارے بھی

انہیں مسلمان تسلیم کرتے ہیں ختم نبوت نے اس حوالے سے کیا اقدامات کیے ہیں؟

ج: مغربی حکومتیں اس بات سے واقف ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان ان کو غیر مسلم اقلیت سمجھتے ہیں حتیٰ مسلمان قادیانیوں کو مسلم قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی حال ہی میں برطانیہ میں مسلمان علماء، سیاسی، مذہبی، اور مختلف مکاتب فکر نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے پر دستخط کئے اور یہاں کی انتظامیہ کو آگاہ کیا ہے اور ہم پاکستان کی طرح پر امن طریقے پر اپنی جد وجہد اور اپنی آواز برطانیہ کی پارلیمنٹ تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں قادیانیوں کو مسلمانوں کا ٹریڈ مارک استعمال کرنے سے روکا جائے اور مزید اقدامات کر رہے ہیں وقت آنے پر بات سامنے آجائے گی ان شاءاللہ۔

س: ختم نبوت پاکستان کے کئی نامور قائدین شہید کردیے گئے اور آج تک قاتل بے نقاب نہیں ہوئے آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں لیاقت علی خان مرحوم سے لیکر ضیاء الحق مرحوم اور حکیم سعید مرحوم، مرتضیٰ بھٹو مرحوم، بے نظیر بھٹو مرحومہ اور اب تک کتنے پاکستان کے شہری لقمہ اجل بن چکے ہیں کیا ان کے قاتلوں کو بے نقاب یا گرفتار کیا گیا نہیں۔ اگر لیاقت علی خان کے قاتلوں کو گرفتار کر لے تو یہاں تک نوبت نہیں آتی لیکن میں صرف ختم نبوت پاکستان کے نامور قائدین کی بات نہیں کرتا بلکہ لیاقت علی خان مرحوم سے لیکر ضیاء الحق مرحوم اور حکیم سعید مرحوم، مرتضیٰ بھٹو مرحوم، بے نظیر بھٹو مرحومہ اور پاکستان کے ایک ایک شہری کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہوں۔

س: ضیاء الحق نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اور قانون میں ترمیم کے لئے جو آرڈی نینس بنام قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع تعزیرات) ۱۹۸۴ء جو نافذ کیا تھا کیا آپ سمجھتیں ہیں کہ وہ فوجی آمریت کا نتیجہ تھا؟

ج: نہیں بالکل نہیں ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے ذریعہ قایانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اور بھٹو مرحوم نے اس وقت وعدہ بھی کیا تھا کہ اس آئینی ترمیم کے تقاضوں کو بروئے کار لانے کے لئے قانون سازی بھی کی جائے گی لیکن بھٹو صاحب اس وعدہ کو ایفا نہیں کر سکے یوں ۱۹۷۴ء آئینی ترمیم بھی عملاً غیر موثر اور بے کار ہو کر رہ گئی تھی پھر یہ وعدہ کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے ضیاء الحق مرحوم کے ذریعہ یہ آرڈی نینس ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے تقاضوں کو قانونی شکل دے کر نہ صرف ملت اسلامیہ کے دیرینہ مطالبہ کو پورا کر دیا بلکہ قادیانیوں کی روز افزوں شرارتوں کا سدباب کر دیا جس پر پوری ملت اسلامیہ نے ہدیہ تبریک پیش کی۔ یہ آرڈی نینس، قادیانیت کے لئے انتہائی نرم درجے کا اقدام ہے بلکہ ہلکے سے ہلکا اور کم سے کم درجے کا اقدام قرار دیا جا سکتا ہے۔ جزاک اللہ

زبان میری ہے بات ان کی

ساغر اقبالی

☆ کرپشن سب کا حق ہے۔ مساوات قائم کی جائے۔ (وفاقی وزیر عبدالقیوم جتوئی)

کرپشن میں ''مساوات'' کا تصور دنیا میں پہلی مرتبہ متعارف ہوا ہے۔

☆ ہمیں کوئی نہیں نکال سکتا۔ (وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی)

ذوالفقار علی بھٹو نے بھی کہا تھا: ''میری کرسی بہت مضبوط ہے۔''

☆ امریکی حکام کی بدتمیزی۔ پاک فوج کے وفد نے دورہ منسوخ کر دیا۔ (ایک خبر)

سیاستدانوں سے تو فوجی زیادہ غیرت مند نکلے۔

☆ وزیر اعظم کے ہاؤس کے سامنے خودسوزی کرنے والا بے روزگار شخص دم توڑ گیا۔ (ایک خبر)

بے نظیر انکم سپورٹ کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت

☆ عافیہ صدیقی کو ۸۶ سال قید کی سزا (ایک خبر)

یہ دنیا ان چراغوں کے دھوئیں سے آج روشن ہے
جو بجھتے ہیں مگر تیرگی کو مار دیتے ہیں

☆ کچھ ہوا تو ہم اکیلے نہیں، سب گھر جائیں گے۔ (وزیر اعظم گیلانی)

جانے والوں کو کہاں روک سکا ہے کوئی
تم چلے ہو تو کوئی روکنے والا بھی نہیں

☆ مشرف نے استعفیٰ دیا تو معاہدے پر سعودیہ، یو اے ای، برطانیہ امریکہ نے گارنٹی دی۔ (شیر افگن)

بڑے مجرموں کو معاف کرنے والی قومیں تباہ ہوتی آئی ہیں۔

☆ وفاقی حکومت کالے بکرے کے طور پر، بابر اعوان کی قربانی دے تو سر سے بلاٹل سکتی ہے۔ (رانا ثناء اللہ)

یہ بلائیں کالے بکروں سے ٹلنے والی نہیں۔ بلکہ وفاقی حکومت کی حلیف صوبائی حکومت بھی لے ڈوبیں گے۔

ادارہ

اخبار الاحرار

لاہور (۳ ستمبر) ہفتہ ''تحفظ ختم نبوت'' کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے چنیوٹ، عبداللطیف خالد چیمہ نے چیچہ وطنی، سید محمد کفیل بخاری ملتان، قاری محمد یوسف احرار نے لاہور میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے خلاف محاذ آرائی علماء کا نہیں پوری ملتِ اسلامیہ کا مسئلہ ہے۔ اِس مسئلہ کو مولویوں کے کھاتے میں ڈالنے والے قادیانیت کے ناسور کی حقیقت سے نا آشنا ہیں قادیانی پوری دنیا میں امتِ مسلمہ کے مفادات کے قاتل ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ ہیومن رائٹس کمیشن کی رہنما عاصمہ جہانگیر کو سپریم کورٹ بار کونسل کے الیکشن میں جتوانے کے لئے قادیانی نمائندے مرزا غلام احمد جدید اور بعض سرکاری شخصیات پلاننگ کررھی ہیں تاکہ مستقبل قریب میں عاصمہ جہانگیر اسلامی دفعات خصوصاً قانون تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کو ختم کرانے کے لیے مؤثر کردار ادا کر سکے، انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود عاشقانِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) قادیانیوں اور حکمرانوں کی ایسی سازشوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے انہوں نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا قائداعظم نے قرآن کریم کو اس ملک کا دستور قرار دیا تھا لیکن قائداعظم کے نافرمان جانشینوں نے اسلام سے روگردانی کر کے قوم کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اور عوام کا معاشی وسیاسی استحصال کیا جارھا ہے انہوں نے کہا کہ نواز شریف کا قادیانیوں کو بھائی قرار دینا، الطاف حسین کی طرف سے قادیانیوں کو مسلمان کہنا اور شہباز شریف کی طرف سے قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو نوجوانوں کے لیے آئیڈیل قرار دینا کفر پروری اور تجاہل عارفانہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہیدانِ ختم نبوت کا مقدس خون رنگ لایا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے پارلیمنٹ میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا یہ فیصلہ ایک طویل جدوجہد کا نتیجہ تھا جو کابرِاحرار اور تمام مکاتبِ فکر نے شروع کر رکھی تھی انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کے نام پر متعارف کروا کر پوری دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں بیرون ِ ممالک پاکستانی سفارت خانے قادیانی منفی پراپیگنڈے کا سدباب نہیں کر رہے ہیں۔ حکمران اور بعض سیاستدان قادیانیوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں ایسے میں محبّ وطن حلقوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ قادیانی نواز سیاستدانوں کا تعاقب کریں۔

☆☆☆

لاہور (۶ ستمبر) تحریک ختم نبوت کے ممتاز رہنماؤں نے ''یوم تحفظ ختم نبوت'' کے حوالے سے اپنے پیغامات میں کہا ہے کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک صبر آزما اور طویل جدوجہد کے بعد مُنکرین ختم نبوت کے بارے میں پارلیمنٹ نے جو فیصلہ کیا وہ نہ صرف عوامی خواہشات کا مظہر تھا بلکہ اس فیصلے نے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کی دینی و آئینی حیثیت کا بھی یقین کر دیا تھا انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سربراہ مولانا عبدالحفیظ مکی (مکہ مکرمہ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ

سید عطاء المہیمن بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے پیغامات اور بیانات میں کہا ہے کہ قادیانی اپنی متعینہ دینی و آئینی حیثیت ماننے سے انحراف کرر ہے ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے کی بجائے پوری امت مسلمہ کو کافر کہہ رہے ہیں ایسے میں ضروری ہوگیا ہے کہ تحریکِ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تمام جماعتیں ادارے اور شخصیات قادیانیوں کو قانون کا پابند بنانے کے لئے اپنے مطالبات کی روشنی میں نئی صف بندی کریں ان رہنماؤں نے کہا ہے کہ آج کے دن ہمیں اس عہد کی تجدید کرنی چاہیے کہ قادیانی دجل کی تباہ کاریوں کے سدباب کے لئے ہمیں دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرکے تحریک ختم نبوت کے کام کو جدید اسلوب میں منظّم کرنا چاہیے۔

☆☆☆

لاہور (۷ر ستمبر) ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ اقتدار میں پارلیمنٹ میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے ۳۶واں ’’یومِ تحفظِ ختم نبوت‘‘ منایا گیا، مجلس احرارِ اسلام، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور دیگر جماعتوں کے زیر اہتمام ملک بھر میں اجتماعات و تقریبات منعقد ہوئیں جن میں شہداء ختم نبوت، اکابر احرار و ختم نبوت اور تمام مکاتب فکر کے علماء امت کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا گیا مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں ’’یومِ تحفظ ختم نبوت‘‘ کے مرکزی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے متحدہ تحریک ختم نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے کنونیز اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو تحریک ختم نبوت کی ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد بارآور ہوئی شہداء ختم نبوت کا مقدس خون بے گناہی رنگ لایا اور پارلیمنٹ نے طویل بحث مباحثے کے بعد تمام ارکان اسمبلی نے متفقہ طور پر لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو مرحوم نے ۷ر ستمبر کو قراردادِ اقلیت کے بعد ۲۷ منٹ کی جو تقریر کی وہ تاریخی اہمیت کی حامل تھی اور بھٹو نے خود اڈیالہ جیل میں اپنے ڈیوٹی آفیسر کرنل رفیع الدین سے کہا تھا کہ ’’قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔‘‘ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی پارلیمنٹ کی آئینی قرارداد اقلیت ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ اور اپنے خلاف عدالتی فیصلوں کو نہ صرف تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان قوانین اور فیصلوں کے خلاف ملکی اور بین الاقوامی سطح پر لابنگ کرر ہے ہیں۔ پاکستان کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیاں جاری ہیں حکمران اور بعض سیاستدان قادیانی فتنے کو پرموٹ کرر ہے ہیں۔ الطاف حسین قادیانیوں کو مسلمان، نواز شریف قادیانیوں کو بھائی اور شہباز شریف قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو نوجوانوں کا آئیڈیل قرار دے کر اسلامی قوانین کا مذاق اڑا رہے ہیں اور پارلیمنٹ اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کی توہین کرر ہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو مرحوم کی سیاسی کمائی کھانے والی پیپلز پارٹی کو بھٹو کے تحفظ ختم نبوت کے کردار سے غداری نہیں کرنی چاہیے انہوں نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کو ختم یا غیر موثر کرانے کے لئے بڑی خطرناک سازشیں ہورہی ہیں سپریم کورٹ بار کے آئندہ صدارتی امیدوار کے طور پر عاصمہ جہانگیر کو کامیاب کرانے کے لئے قادیانی اور بعض سرکاری وزراء سرگرم ہیں۔ مجلس

احرارِاسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کے نام پر متعارف کروا کر پوری دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں اس طرح وہ ارتداد اور زندقہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ چناب نگر کو دوبارہ ربوہ بنانے کے لئے اسرائیل کی طرز کی گھناؤنی سازش ہو رہی ہے اس سازش کے سدباب کے لئے دینی جماعتوں کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنماؤں کو بھی کردار ادا کرنا چاہیے۔یومِ تحفظ ختم نبوت کے اس اجتماع کی صدارت بزرگ احرار رہنما چودھری محمد اکرام نے کی جبکہ متعدد قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے ،امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کیا جائے۔چناب نگر میں سکیورٹی کے نام پر مرزائیوں کی اجارہ داری ختم کرائی جائے ،روزنامہ ''الفضل'' سمیت تمام اخبارات وجرائد کے ڈیکلریشن منسوخ کئے جائیں ،علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی دفتر میں موصولہ اطلاعات کے مطابق برطانیہ میں بھی ''یومِ تحفظ ختم نبوت'' منایا گیا ختم نبوت اکیڈمی لندن میں اس سلسلہ میں اقوام متحدہ اور عالمی اداروں سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکا جائے اور اس کے لئے عالمی سطح پر قانون سازی کی جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۹ رستمبر) مجلس احرارِ اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے کہا کہ امتِ مسلمہ کی بقاءصرف اورصرف قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔مسلمان جب تک قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہوں گے دنیاوی مصائب سے نجات ممکن نہیں وہ گزشتہ روز خانقاہ رشیدیہ (بستی سراجیہ) میں ختم قرآن پاک کے سلسلہ میں ایک اجتماع سے خطاب کررہے تھے تقریب کی صدارت صاحبزادہ حافظ حبیب اللہ چیمہ نے کی ،حافظ عابد مسعود ڈوگر نے کہا کہ قرآن پاک کی تعلیمات ۱۴ سوسال سے دنیا کے لئے ضابطہ حیات ہے جولوگ آج بھی قرآنی ضابطہ حیات پر عمل پیرا ہیں ترقی کی منازل ان کے قدم چوم رہی ہیں انہوں نے کہا کہ قرآن ہمیں مساوات ،عدل وانصاف کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر عمل پیرا رہنے کی تلقین کرتے ہوئے غریب ،بے کس اور بھوک وافلاس سے لاچار اپنے بھائیوں کی خدمت کو خدا کی خوشنودی کا اعلان کرتا ہے لیکن افسوس کہ ہم مسلمان قرآنی تعلیمات کی بجائے یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کے لئے سرگرم عمل ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلم اقوام باہمی انتشار میں مبتلا ہیں جو کہ خداوندِ قدوس کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

☆☆☆

لاہور (۱۰ رستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بے حرمتی دنیا کے امن کو تباہ کرنے کی امریکی وصیہونی سازش ہے اس سازش کو پوری طرح بے نقاب کر کے اس کے سامنے بند باندھنا امت مسلمہ کا عقیدہ ،فرض اور ڈیوٹی ہے مختلف مقامات پر خطابات وبیانات میں مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے دیگر رہنماؤں پروفیسر خالد شبیر احمد ،سید محمد کفیل بخاری ،قاری محمد یوسف احرار ،مولانا محمد مغیرہ اور میاں محمد اویس نے کہا کہ صرف رمضان المبارک میں پانچ ڈرون حملے کرنے والا امریکہ دنیا میں رواداری نہیں بلکہ فتنے وفساد کو جنم دے رہا ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ امن کا نہیں اپنے مفادات کی روشنی میں بدامنی کا داعی ہے احرار رہنماؤں نے پاکستان سمیت تمام مسلم ممالک پر زور دیا کہ وہ

امت مسلمہ کی حمیت وغیرت کا سودا نہ کریں بلکہ امریکی اتحاد سے الگ ہو کر مسلم اتحاد کو پروان چڑھائیں۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۱ ر ستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے کراچی اور فیصل آباد میں قادیانیوں کے ہاتھوں دو مسلمانوں کی ہلاکت کے واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ عید کے روز فیصل آباد کے علاقہ کھڑڑیانوالہ کے قریب چک نمبر ۱۹۴ ر۔ ب (لاٹھیانوالہ) میں توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسجد کے تنازعہ پر امین اور نصیر وغیرہ قادیانیوں نے حملہ آور ہو کر محمد اکرم کو قتل اور غلام حسین کو شدید زخمی کر دیا تھا جس پر پولیس چالان مکمل کرنے سے گریزاں ہے اور اس طرح اشتعال بڑھ سکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عید کے دن نارتھ ناظم آباد (حیدری تھانہ) کراچی کے علاقہ میں محمد اظہر نامی مسلمان کو ایک قادیانی رضوان ارشد نے بہیمانہ طور پر قتل کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے مطالبہ کیا کہ قتل وغارت گری کرنے والے قادیانیوں اور ان کے سرپرستوں کے خلاف مؤثر کاروائی کی جائے انہوں نے حکومت اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ مظلوم مسلمانوں کے قتل ناحق کا نوٹس لیں اور جانبداری ترک کر کے حقائق کی روشنی میں اپنی آواز بلند کریں۔

☆☆☆

لاہور (۱۷ ر ستمبر) متحدہ تحریکِ ختم نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے کنوینیئر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین کے اس بیان کہ ’’اسرائیلی فوج میں ۶۰۰ پاکستانی قادیانیوں کی بھرتی کا الزام شرانگیز پراپگنڈہ ہے‘‘ کو خلاف حقیقت اور تجاہل عارفانہ قرار دیتے ہوئے اِسے مسترد کیا ہے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ برطانیہ سے تعلق رکھنے والے ایک یہودی محقق ڈاکٹر ای ٹی ٹونی نے اپنی شائع ہونے والی کتاب ’’اسرائیل اے پروفائل‘‘ میں انکشاف کیا تھا کہ قادیانی (احمدیہ) جماعت سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۶۰۰ کے قریب افراد اسرائیلی ڈیفنس فورسز میں خدمات انجام دے رہے ہیں انہوں نے کہا کہ مذکورہ یہودی محقق نے مزید انکشاف کیا تھا کہ پاکستان بھارت کارگل جنگ کے دوران احمدی جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھاری مقدار میں چندہ جمع کر کے بھارت کو عطیہ کیا تھا خالد چیمہ نے کہا کہ چند عشرے قبل تک کی قادیانی کتب میں کھلے عام اسرائیل میں موجود قادیانی مشن ان کی تفصیلات اور یہودیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا ذکر موجود تھا مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب ’’ہمارے غیر ملکی سفارت خانے‘‘ میں لکھا ہے کہ ’’اسرائیل میں احمدی سفارتی مرکز حیفہ کے ماونٹ کارمل پر واقع ہے یہاں ہماری ایک لائبریری، ایک عبادت گاہ، سفارت خانہ، ایک بک ڈپو اور ایک سکول واقع ہے‘‘ انہوں نے کہا کہ مشہور قادیانی دوست محمد شاہد کی کتاب ’’تاریخ احمدیت‘‘ میں درج ہے کہ فلسطین میں یہودی ریاست (اسرائیل) کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اور بعد میں یہ خطہ قادیانیوں کی خصوصی دلچسپیوں کا مرکز بنا رہا اور قادیانی مبلغ باقاعدہ وہاں اپنی سرگرمیوں میں مشغول رہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ترجمان کو اس حوالے سے بیان جاری کرنے سے پہلے قادیانی لٹریچر اور تاریخی حقائق کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر لینا چاہیے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ (۷ار ستمبر) تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد معاویہ (جھنگ روڈ) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں نماز جمعتہ المبارک سے قبل حرمت قرآن و حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی صدر باراک حسین اوبامہ نے ۲۰۰۹ء میں قاہرہ میں خطاب کے دوران کہا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کشمکش ختم کر کے اچھے اور مثبت دور کا آغاز کرنا چاہتے ہیں لیکن آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے برعکس ہے امریکی جارحیت اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہے لیکن زمینی حقائق کچھ اور بتا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ فلوریڈا کے چرچ کے ملعون پادری ٹیری جونز کی طرف سے قرآن جلاؤ ڈے کے مقابلے میں مختلف پادریوں کی مخالفت بھی قرآن پاک کا ہی اعجاز ہے انہوں نے کہا کہ اسلام کے دورِ اول میں قر آن میں تبدیلی کی موہوم کوششیں کی گئیں اور قرآنی وآسمانی تعلیمات کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے طاقت استعمال کی گئی قر آن اور قرآنی تعلیمات کو نہ بدلا جاسکا ہے آج امریکہ امن کی نہیں تباہی کے پھیلاؤ کی جنگ لڑ رہا ہے۔ ڈرون حملے دہشت گردی اور خودکش حملے دراصل امریکی جارحیت کے مختلف انداز ہیں اور ان سے مسلمانوں کو ہی مارا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں امریکہ اور عالم کفر کے خلاف جدوجہد اپنی سرزمین کو غیر ملکی تسلط سے ختم کرانے کی جنگ ہے آج امریکہ افغانستان اور عراق کو خالی کردے اور پاکستان سمیت مسلم ممالک سے نکل جائے اور مظلوم اقوام پر اپنا جبری تسلط ختم کردے تو دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے مولانا عبیدالرحمٰن زاہد نے بھی خطاب کیا جبکہ حافظ محمد اسماعیل نے صدارت کی بعدازاں ڈسٹرکٹ پریس کلب ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک تقریب اور صحافیوں سے ملاقات میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر مسلم ممالک میں اپنی مرضی کی حکومتیں بنانا چاہتا ہے پاکستانی حکمران امریکی تابعداری میں ملکی سلامتی کو داؤ پر لگا رہے ہیں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جو سکہ بند قادیانی پرویز مشرف کے قریب تھے وہی صدر زرداری کے اِرد گرد جمع ہیں انہوں نے کہا کہ گستاخان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے اِن سزاؤں کے خلاف ہرزہ سرائی ارتداد اور زَندقہ ہے انہوں نے کہا کہ چناب نگر کو دوبارہ ربوہ بنا کر اسرائیل کی طرز کی ریاست بنانے کی کوشش کسی طرح کامیاب نہیں ہونے دیں گے، انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کا جذبہ جہاد پاک فوج کا ماٹو ہے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی جہاد کو حرام قرار دے چکا ہے موجودہ حکمران دہشت گردی کے اسباب مہیا کر کے جہاد جیسے اہم رکن اسلام کو بدنام کرنے کا موجب بن رہے ہیں انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت کشمیر کے مسئلہ پر دوٹوک موٴقف اختیار کرے اور اغیار کی بجائے اپنوں کی بات پر دھیان دے قبل ازیں اجتماع میں مختلف قرار دادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے امتناع قادیانیت ایکٹ پر موٴثر عمل درآمد کرایا جائے چناب نگر میں سکیورٹی کے نام پر قادیانی اجارہ داری ختم کرائی جائے قادیانیوں کی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ کراچی میں محمد اظہر اور فیصل آباد میں کے قریب محمد اکرم نامی مسلمان کو عید کے روز قتل کردیا۔ حکومت اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو ان کا نوٹس لینا چاہیے۔

علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن قاضی فیض احمد اور مختلف علماء کرام نے

عبداللطیف خالد چیمہ سے جامع مسجد معاویہ میں ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلۂ خیال ہوا۔

☆☆☆

کراچی (۱۸ر ستمبر) تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام کراچی کی اپیل پر شہر بھر میں تمام مسلک کے علماء کرام نے بروز جمعہ کھنڈو گوٹھ نارتھ ناظم آباد میں قادیانی دہشت گرد کے ہاتھوں محمد اظہر کی مظلومانہ شہادت پر یوم احتجاج منایا۔ نئی کراچی سرجانی ٹاؤن میں مسجد امیر معاویہ کے خطیب قاری علی شیر قادری احراری نے کہا کہ مسلمانوں کی آبادیوں میں قادیانی رہائش گاہیں انتشار کا باعث ہیں۔ محمد اظہر شہید کا قادیانی قاتل مسجد اور مدرسہ کی بے حرمتی کا مجرم ہے۔ مجلس احرار اسلام کراچی کے جنرل سیکرٹری مولانا احتشام الحق احرار، جمعیت علماء پاکستان کراچی کے صدر مفتی محمد غوث صابری، تنظیم العلماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل قاری اللہ داد، عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے مولانا تنویر اقبال جمعیت علماء اسلام کراچی کے سرپرست مولانا خان محمد ربانی، تحریک تحفظ ختم نبوت کے ابو محمد عثمان احرار اور دیگر علماء کا اجتماع جمعہ میں نوجوان مسلمان محمد اظہر شہید کی قادیانی قاتل رضوان ارشد کے ہاتھوں عید الفطر کے روز الفتح مسجد میں اندوہناک اور سفاکانہ طور پر قتل کے افسوس ناک سانحہ کی شدید مذمت کی اور مسجد کی بے حرمتی کرنے کو اسلام سے نفرت وعداوت کی عکاسی قرار دیا اور کہا کہ علاقہ کے مکینوں کے مطابق قاتل علاقہ میں چوری، ڈکیتی اور منشیات فروشی، شراب نوشی اور فحاشی کے جرائم میں ملوث ہے۔ مسجد داؤد سائیٹ کے خطیب مولانا احتشام الحق احرار، فاروقیہ مسجد ناظم آباد نمبر ۴ کے خطیب مفتی شیخ الحدیث فضل اللہ الحمادی، گلشن اقبال فیصل مسجد مفتی محمد یوسف، گلشن جامی ماڈل کالونی مولانا تنویر اقبال، مدینہ مسجد ماڈل کالونی مفتی محمد غوث صابری، ربانی مسجد مولانا عبداللہ، حنفیہ مسجد جناح اسکوائر ملیر مولانا سالک ربانی، شفیع الرحمٰن احرار لانڈھی، قاری اللہ داد فاروق اعظم مسجد محمود آباد، مفتی یوسف اللہ داد مجلس احرار اسلام کے مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، میٹرو ول، مفتی ہارون مطیع اللہ گلشن اقبال مجید پاڑہ مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی گورنگی، جمعیت علماء پاکستان کراچی کے مولانا عبدالحلیم خان غوری مولانا اسلم عباسی، مولانا مستقیم نورانی، مولانا فرید قادری اور علامہ قاضی احمد نورانی مختلف مساجد میں محمد اظہر کے لیے دعا مغفرت کرائی اور کہا کہ پوری ملت اسلامیہ شہید کی وارث ہے۔ قادیانی قاتل کو سزا سے بچانے کی کوشش کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ قاتل کو پھانسی دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے علما نے کہا کہ مسلم آبادیوں میں قادیانی رہائش گاہیں نوجوانوں میں اخلاقی اور معاشرتی جرائم کا سبب بن رہی ہیں۔ فدائیان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رابطہ سیکرٹری علامہ قاضی احمد نورانی کی قیادت میں بعد نماز جمعہ پریس کلب کراچی کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ جب کہ کھنڈو گوٹھ ناظم آباد مدرسہ عربیہ سیف الاسلام کے مہتمم اور مسجد امیر معاویہؓ سرجانی ٹاؤن، قاری علی شیر قادری احراری نے علاقہ میں نوجوانی کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کرنے جذبہ کو بیدار کیا۔ اور علاقہ کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو مسلمان آبادیوں سے نکال باہر کیا جائے۔ ان کی موجودگی اشتعال کا باعث ہیں۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۳ر ستمبر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق سربراہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ) کے فرزند صاحبزادہ رشید احمد (مدیر مرکز سراجیہ لاہور) دادڑہ بالا (ہڑپہ) اور ماموں کانجن کے خانقاہی سفر

کے بعد ۲۳ ستمبر جمعرات کو چیچہ وطنی تشریف لائے۔ عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ حبیب اللہ چیمہ، حافظ عابد مسعود ڈوگر کے علاوہ خانقاہ سراجیہ کے متعلقین اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین نے صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کا خیر مقدم کیا۔ دفتر احرار اور مطب سراجیہ پر ساتھیوں نے جوق در جوق ملاقات کا شرف حاصل کیا صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے عبداللطیف خالد چیمہ سے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ سے فیض یافتہ حضرات و احباب اور متعلقین سے مربوط رابطے کو منظم کرنے کے لیے صلاح مشورے لیے۔ صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا گیا بعد ازاں صاحبزادہ صاحب مرکز احرار مرکزی مسجد عثمانیہ تشریف لے گئے جہاں مولانا منظور احمد اور قاری محمد سدید نے خیر مقدم کیا صاحبزادہ صاحب اس مرکز میں دارالعلوم ختم نبوت کے (شاخ) درجہ حفظ میں دعا کرائی یہ وہی مرکز ہے جہاں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۸۹ء میں نماز جمعۃ المبارک کی امامت فرمائی اور اس مسجد کے سامنے دارالعلوم ختم نبوت کی دوسری شاخ کا سنگ بنیاد رکھا تھا اس کے بعد صاحبزادہ صاحب حضرت مرحوم کے مرید خاص جناب قاری محمد سرور صاحب کے ہاں تشریف لے گئے جہاں سے حافظ حبیب اللہ چیمہ اور دیگر حضرات نے صاحبزادہ صاحب کو رخصت کیا۔

عبداللطیف خالد چیمہ کا دورۂ جہانیاں

جہانیاں (۲۴ ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ قاری محمد سالک کی خصوصی دعوت پر ۲۴ ستمبر کو ایک روزہ دورے پر جہانیاں تشریف لائے اور جماعت کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن محمد ارشد چوہان اور محمد آصف چیمہ ان کے ہمراہ تھے حاجی محمد اسلم کے ہاں ناشتے کے بعد وہ حکیم محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند حکیم عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے مرحوم کے فرزندان سے ملے بعد ازاں جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات جلال آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

مسجد یوسف شفقت کالونی میں ''تحفظ ختم نبوت اور حالات حاضرہ'' کے علاوہ امریکی عدالت کی طرف سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو سنائی جانے والی سزا کے حوالے سے انہوں نے بھرپور گفتگو کی۔ بعد ازاں جناب حاجی محمد احسان کے ہاں ضیافت میں شرکت کی جس میں شہر بھر کے علماء کرام اور دینی رہنما بھی شریک تھے واپسی سے قبل وہ محبوب المجاہدین حضرت مولانا اللہ وسایا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی قاری محمد زبیر کی دعوت پر ان کے ادارے میں تشریف لے گئے جہاں مولانا اللہ وسایا قاسم کے فرزندان سے بھی ملاقات ہوئی۔ قاری محمد سالک کی نگرانی میں حافظ محمد آصف خطیب جامع مسجد یوسف اور دیگر حضرات نے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور محنت کی۔ محترم چیمہ صاحب کا بیان شرکاء و سامعین نے خوب پسند کیا اور بعض حضرات نے آئندہ کے لیے بیان کے اہتمام کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازیں۔ (آمین)

کوٹلی میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

کوٹلی (رپوٹنگ ٹیم: کاشف شبیر، محمد مقصود کشمیری، قدیر الحسن چوہدری، زمرد حسین)

تفصیلات کے مطابق قادیانیوں نے کوٹلی شہر کے گنجان آباد محلّہ بلیاں میں آئین کی بدترین خلاف ورزی کرتے ہوئے ارتدادی مرکز کی توسیع کر دی۔ شہر بھر میں مسلمانوں کی جانب سے شدید احتجاج تحریک تحفظ ختم نبوت، انجمن طلباء اسلام، انجمن فدائیان رسول کے کارکنان اور راہنماؤں نے قادیانیوں کی جانب سے غیر قانونی اسلحہ دکھانے اور سنگین

دھمکیاں دینے اور ختم نبوت کے پروانوں کو ڈرانے دھمکانے کے خلاف تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام سکول وکالج کے طلباء، انجمن تاجران وسول سوسائٹی کی جانب سے کوٹلی شہید چوک میں احتجاجی مظاہرہ ہوا شہر بھر میں قادیانیوں کی شرانگیزیوں کے خلاف شٹر ڈاؤن ہڑتال۔قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنانے، نئے توسیع شدہ مرکز کو مسمار کرنے اور غنڈہ گردی میں ملوث قادیانیوں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ۔کوٹلی میں قادیانیوں کی جانب سے آئے روز بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کی وجہ سے دن بدن مسلمانوں میں اشتعال بڑھ رہا ہے گزشتہ دنوں محلّہ بلیاہ میں ارتدادی مرکز کی توسیع قابل مذمت اور ناقابل برداشت ہے۔ان خیالات کا اظہار مولانا حافظ عبدالرشید، مولانا عبدالعزیز نورانی، سید یاسین گیلانی، ڈاکٹر ابرار احمد مغل، نصیر احمد، صدر انجمن تاجران ملک یعقوب، مولانا عابد حسین ودیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی ۱۹۷۴ کے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوٹلی میں ارتدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور شعائر اسلام کا استعمال کر کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔اس سارے واقعہ پر مقامی انتظامیہ چشم پوشی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔کئی بار انتظامیہ کو قادیانیوں کی خلاف قانون اور خلاف آئین سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا ہے لیکن انتظامیہ نوکری بچانے کی خاطر مسلمانوں کے مطالبات پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔انتظامیہ کی مسلسل خاموشی کی وجہ سے قادیانی اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔محلّہ بلیاہ میں اپنے مرکز کی توسیع کر کے مین روڈ پر بہت بڑا گیٹ نصب کر کے آئین کی دھجیاں بکھیر کے رکھ دی ہیں۔مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت قادیانیوں نے کئی مراکز قائم کر رکھے ہیں جن کی شکل وصورت مساجد کی طرح ہیں۔جو کہ آئین وقانون کی کھلم کھلی خلاف اور قانون کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔مقررین نے کہا کہ مقامی انتظامیہ قادیانیوں کو آئین وقانون کا پابند بنائے اور ان کو ارتدادی سرگرمیوں اور ارتدادی مراکز کی تعمیر وتوسیع سے روکے۔اور جن مراکز کی شکل وصورت مساجد کی طرح ہے ان کی مینار ومحراب کو مسمار کرے اور قادیانیوں کی دکانوں پر جہاں پر قرآنی آیات لکھی گئی ہیں انھیں بھی مٹایا جائے۔مقررین نے کہا کہ انتظامیہ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح نہ کرے۔ہم جانوں کے نذرانے پیش کر کے ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کریں گے۔

قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا:

قادیانیوں کے ایک خاندان نے جامع مسجد گول چوک میں ختم نبوت کے رہنما راؤ محمد سرور کی تبلیغ پر اسلام قبول کرلیا۔مسلمانوں ہونے والے قادیانی خاندان کے سربراہ ساجد اقبال نے اپنے اہل خانہ جن کی تعداد ۱۵ قریب تھی۔مسجد میں اپنے گناہ کی معافی مانگی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری نبی تسلیم کیا۔جس پر نمازیوں نے اسلام قبول کرنے پر انھیں مبارکباد دی اور ان کے اسلامی نام رکھے گئے۔(روزنامہ نوائے وقت، لاہور۔۲ ستمبر)

☆☆☆

ننکانہ صاحب (بیورو رپورٹ) نواحی گاؤں جھنگڑ حاکم والا کے قادیانی محمد اکبر نے قادیانیت سے تائب ہو کر گاؤں کے خطیب جناب مولا بخش کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ہے۔(روزنامہ اسلام، لاہور۔۱۵ ستمبر ۲۰۱۰ء)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆ **حضرت مولانا محمد یوسف خان (پلندری) رحمۃ اللہ علیہ**

شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد یوسف خاں (پلندری، آزاد کشمیر) ۱۲ر ستمبر کو انتقال فرما گئے۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے مولانا مرحوم کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی طویل دینی و علمی خدمات اور ہر محاذ پر اہل حق کی نمائندگی کے نمایاں کردار کو خراج عقیدت پیش کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے مولانا مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا سعید یوسف کو فون کر کے قائد احرار اور جماعت کی طرف سے تعزیت کا اظہار کیا اور کہا کہ مولانا مرحوم اکابر اہل حق کے مضبوط کردار کی علامت تھے ان کی رحلت کا صدمہ پورے عالم اسلام کا غم ہے۔

☆ **راجہ رشید احمد مرحوم:**

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے سابق طالب علم مولانا حافظ عمر رشید (فاضل مدینہ یونیورسٹی) کے والد گرامی حاجی رشید احمد گزشتہ دنوں راولپنڈی کے قریب اپنے آبائی گھر میں انتقال کر گئے۔ وہ کچھ عرصہ سے علیل تھے۔ مرحوم ایک طویل عرصہ مدینہ منورہ قیام پذیر رہے اور اپنی ذاتی مصروفیت کے علاوہ مہمانانِ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حجاج کرام کی خدمت میں مصروف رہتے۔ مرحوم، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کے بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ حضرت پیر جی مدظلہ العالی، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور قاری محمد قاسم نے مرحوم کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی ہے۔

☆ **میاں نور محمد مرحوم:**

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے قدیم ساتھی واستاذ حافظ حبیب اللہ رشیدی کے تایا اور قاری غلام مصطفیٰ (استاذ مدرسہ رحیمیہ چک نمبر ۴۲-۱۲) کے چچا میاں نور محمد (چک نمبر ۷۵ ڈی، ملکہ ہانس) ۲۴ر ستمبر بروز جمعۃ المبارک انتقال کر گئے۔

☆ **حکیم حافظ فتح محمد رحمہ اللہ:** مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم، مخلص اور بے لوث کارکن اور حکیم محمد مغیرہ کے والد ماجد۔ انتقال: ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ، ۸ر ستمبر ۲۰۱۰ء

☆ **حاجی کریم بخش مرحوم:** بخاری اکیڈمی ملتان کے منتظم جام ریاض احمد کے چچا، انتقال ۲۹ر اگست ۲۰۱۰ء

☆ **والدہ مرحومہ فرحان الحق حقانی:** انتقال ۲۰ر ستمبر ۲۰۱۰ء ملتان

☆ **جناب غلام علی مرحوم:** مجلس احرار اسلام لاہور کے مخلص کارکن جناب محمد حسین صاحب (رام گلی، لاہور) کے چھوٹے بھائی۔ انتقال ۱۵ رستمبر ۲۰۱۰ء

☆ گکھڑ منڈی میں ہمارے مہربان جناب فضل حسن چیمہ کی بڑی ہمشیر (چودھری نصیر احمد چیمہ مرحوم، چیچہ وطنی) کی اہلیہ رمضان المبارک میں چیچہ وطنی میں انتقال فرما گئیں۔

☆ تحریک طلباء اسلام پاکستان کے سابق ناظم اعلیٰ جناب پروفیسر محمد عباس نجمی (لاہور) اور بھائی محمد رشید چیمہ (چیچہ وطنی) کی خوش دامن ۱۹ رستمبر اتوار کو انتقال فرما گئیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین) قارئین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

☆ گوجرانوالہ میں ہمارے کرم فرما جناب خورشید علی صاحب کی دختر اور ضیاء طاہر چودھری کی بھانجی علیل ہیں۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
28 اکتوبر 2010ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء وطالبات نیز تمام خواتین وحضرات کے لیے

ایک شاندار موقع

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

آغاز

داخلہ جاری ہے

یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ / دسمبر ۲۰۱۰ء

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد ونظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم وپیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں۔
- ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

رابطہ دفتر مجلس احرار اسلام 0300-5780390 0300-4716780

مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگویج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔ نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

CARE PHARMACY کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک	**مدینہ ٹاؤن**	**اقبال سٹیڈیم**
اعوان پلازہ	سوساں روڈ	بالمقابل سندباد
041-8540064	041-8543127	041-2605733
جناح کالونی	فیصل آباد میں پانچ برانچز الحمدللہ	**گلستان کالونی**
گلبرگ روڈ		نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2642833		041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore